https://www.ashrafia.net

ماہنامہ
جولائی ۲۰۲۵ء

الاشرف

کراچی

Reg. # MC 742

Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

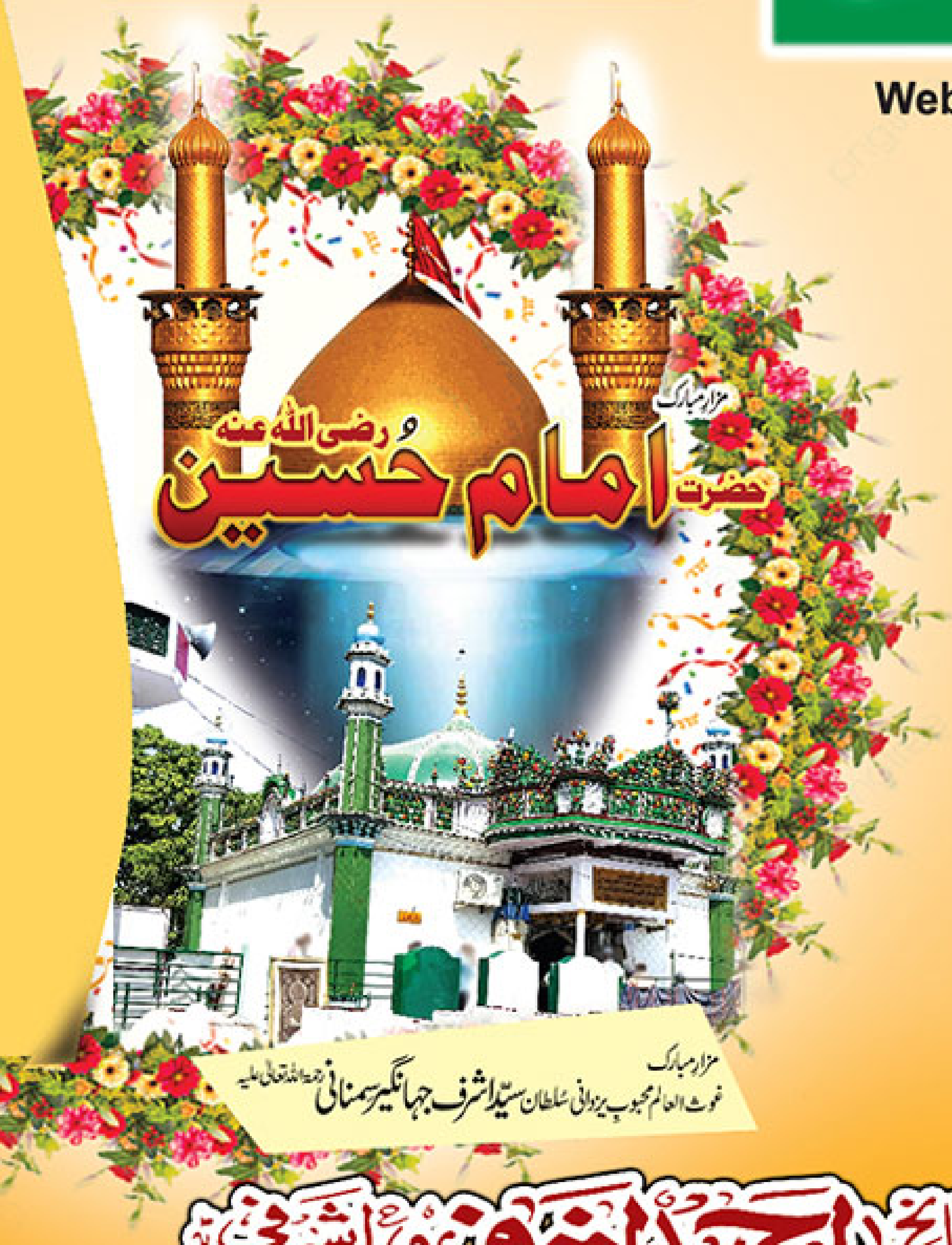

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- اطاعتِ رسول ﷺ
- سورۃ الزلزال
- سیدہ کا لعل
- حضرت قدوۃ الکبریٰ کے اخلاق و عادات

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

محرم الحرام ۱۴۴۷ھ جولائی ۲۰۲۵ء جلد نمبر ۴۷ شمارہ نمبر ۷

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابو المکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:

0321-9258811 | 021-36600676

مقامِ اشاعت

درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

قیمت =/40 روپے

سالانہ =/400 روپے

نگران انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی

مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
مولانا عرفان اشرفی
مقصود اویسی / نعمان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد ونعت	جناب ظفر عمیر زبیری صاحب، جناب ضیاء القادری صاحب	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	7
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	9
ایمان ہے ہمارا ''اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''	حضرت سید آلِ رسول احمد رضوی صاحب	11
محرم الحرام اسلامی سالِ نو کا آغاز	جناب الطاف مجاہد صاحب	14
نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس... (قسط: ۷)	شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ	16
سیدہ کا لال میدانِ جنگ میں...	جناب مسکینؔ حجازی صاحب	18
خطاباتِ فخر المشائخ... سورۂ زلزال.. قیامت کا منظر	حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی	22
زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	جناب سلیم حسن مرزا صاحب	27
عرفانِ شریعت... (ماہِ محرم الحرام کے مسائل)	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	29
حضرت سید مخدوم علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمہ... (قسط: ۴)	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	33
حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ کے عادات واخلاق	ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی صاحب	35
خلفاء اشرف المشائخ قدس سرہ....ڈاکٹر ریاض احمد اطہر اشرفی علیہ الرحمہ	ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی	38
تبصرہ ''غزوۂ ہند''	صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)	41
ایک پیاز یومیہ	بشکریہ: اخبارِ طب (ہمدرد)	43
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	45

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ

حمد

جناب ظفر عمیر زبیری صاحب

ہر وقت یہی ساز دو عالم کی صدا ہے
اللہ سب بڑا سب سے بڑا ہے

ہر وقت بلاتا ہے ہمیں جانب کعبہ
بھٹکے ہوئے راہی کا وہی راہ نُما ہے

احمد کی گواہی سے تو سمجھا ہے اُسی کو
وہ واحد و یکتا ہے ، یہ احمد نے کہا ہے

ہے ماننے والوں پر کرم اُس کا انوکھا
جو لب سے نکلتی ہے دعا اُس کی ثناء ہے

یہ نطق جو کرتا ہے بیان حمد الٰہی
سب اُس کی عنایت ہے ظفر اُس کی عطا ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعتِ رسول

جناب ضیاء القادری صاحب

یا محمد نور وحدت آپ پر لاکھوں سلام
یا حبیب رب العزت آپ پر لاکھوں سلام

مطلع انوارِ وحدت آپ پر لاکھوں سلام
منبع انوارِ کثرت آپ پر لاکھوں سلام

کاشف اسرارِ قدرت آپ پر لاکھوں سلام
واقف رازِ حقیقت آپ پر لاکھوں سلام

روضۂ اقدس میں حاضر ہوں سلامی کے لیے
ہوں طلبگارِ عنایت آپ پر لاکھوں سلام

آپ کا روضہ ہے جنت آپ پر لاکھوں سلام
دی حضوری کی سعادت آپ پر لاکھوں سلام

https://www.ashrafia.net

آغازِ گفتگو

ایڈیٹر

الحمد للہ! نیا اسلامی سال ۱۴۴۷ھ یکم محرم الحرام سے شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس نئے اسلامی سال کو تمام عالمِ اسلام کے لیے اور خصوصاً پاکستان کے لیے امن وسلامتی کا سال بنائے۔ آمین۔

یہ مہینہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جگر گوشۂ بتول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی شہادت کا مہینہ ہے۔ میدانِ کربلا میں انہوں نے جس طرح صبر، تحمل اور استقامت کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ان کی جرأت و بہادری اور شجاعت کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ انہوں نے بے مثال قربانی دے کر یہ واضح کر دیا کہ اگر ظالم ظلم کرنے میں بے مثال ہے تو حسین صبر کرنے میں بے مثال ہے۔ انہوں نے جان تو دے دی لیکن فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور یہ ثابت کر دیا کہ حسین کا سر کٹ سکتا ہے لیکن باطل کے سامنے جھک نہیں سکتا۔ ہمیں چاہیے کہ اس موقع پر یہ عزم کریں کہ جس طرح سردارِ نوجوانانِ جنت رضی اللہ عنہ نے دین کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا ہم بھی ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دین کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار رہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

غزہ کے مسلمانوں کی حالتِ زار:

گزشتہ سال عالمی طور پر اُمتِ مسلمہ پر بڑی پریشانیاں، ظلم اور بربریت کا ڈیرہ رہا۔ جس میں خصوصاً غزہ کے مسلمان سرِ فہرست ہیں بلکہ تادمِ تحریر وہ اسی ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ جنگ کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں اور عالمی طور پر یہ اصول ہے کہ جب دو ملک آپس میں جنگ کریں گے تو ہسپتالوں اور عبادت گاہوں کو بمباری کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا لیکن فلسطین میں رہنے والے یہودیوں نے قوائد وضوابط کی تمام حدودوں کو پار کرتے ہوئے ظلم وستم کی انتہاء کر دی۔ ہسپتالوں پر میزائل گرائے گئے جس کے نتیجے میں کتنے بچے پیدائش سے قبل ہی موت کے منہ میں چلے گئے۔ مسجدوں پر، اسکولوں پر بے دریغ بمباری کی گئی جس سے یہ ثابت ہوا کہ ان میں انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں ان کا مطمع نظر صرف وصرف مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا ہے غزہ کے مسلمانوں کے گھروں کو ملبہ کا ڈھیر بنا دیا اور جب وہ

https://www.ashrafia.net

بے گھر مسلمان کیمپوں میں پناہ گزیں ہوئے تو ظلم کی انتہاء یہ کہ ان تک امداد بھی پہنچنے نہیں دی گئی۔ ان کے معصوم بچے بھوک اور پیاس سے بے چین ہیں اور تڑپ رہے ہیں اور عالم اسلام کی طرف اُمید کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں کہ شاید ان میں کوئی صلاح الدین ایوبی ہو جو آ کر ہماری مدد کرے لیکن افسوس صد افسوس!!! اتنا ظلم وستم ہونے کے باوجود چالیس کے قریب مسلم ممالک موجود ہیں جن کے پاس اسلحہ اور فوج موجود ہے لیکن یہ سب کے سب بے حس ہو چکے ہیں، کسی میں ہمت نہیں کہ ان ظالموں کو للکار سکے اور ان مظلوم مسلمانوں کی مدد کو پہنچ سکیں اُمتِ مسلمہ کو تو جسدِ واحد کی طرح ہونا چاہیے تھا کہ جسم کے کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو پورا جسم تکلیف میں آ جائے اور بے چین ہو جائے یعنی پوری اسلامی دنیا میں اگر کسی بھی ایک مسلم ملک پر ظلم ہو، دہشت وبربریت کا کھیل کھیلا جا رہا ہو تو پوری اُمتِ مسلمہ کو اس کی مدد کے لیے پہنچنا چاہیے تھا لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا، سب تماشائی بنے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں۔ کچھ ممالک وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بیش بہا دولت عطا کی ہے اور وہ اپنی دولت کے نشے میں دھت ہیں اور عیاشیوں میں مصروف ہیں اور یہی نہیں بلکہ غیر مسلموں سے دوستیاں بڑھا رہے ہیں اور ان کو اپنے ہاں بلا کر اعزازات اور انعامات سے نواز رہے ہیں اور دوسری طرف غزہ کے مظلوم مسلمان روزانہ ہزاروں کی تعداد میں جامِ شہادت نوش کر رہے ہیں جن میں مرد، خواتین اور معصوم بچے بھی شامل ہیں۔ قیامت کے دن ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں کیا منہ لے کر جائیں گے۔ اب بھی وقت ہے کہ مسلم ممالک میں سے کوئی بھی ایک اٹھے اور ظالم کو للکارے، ابھی بھی مسلمانوں کا اتنا رعب ودبدبہ ہے کہ کوئی ایک مسلم ملک بھی ان مظلوم مسلمانوں کی مدد کو پہنچ جائے تو یقیناً ظالم بھاگتے ہوئے نظر آئیں گے۔ موجودہ صورت حال میں یہی کہا جا سکتا ہے۔

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

کراچی میں زلزلے:

گزشتہ ماہ کراچی کے کئی علاقوں میں زلزلے کے جھٹکے محسوس کیے گئے، محکمہ موسمیات نے پہلے سے پیشن گوئی کر دی تھی۔ زلزلے کے یہ جھٹکے 3.3 اور 3.2 کے قریب محسوس کیے گئے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ لوگ خوفزدہ ہو کر گھروں سے باہر نکل آئے۔ اطلاعات کے مطابق کچھ جھٹکے عید الاضحیٰ کے دن بھی محسوس کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمارے شہر کراچی اور پورے پاکستان کو ان قدرتی آفات سے محفوظ فرمائے اور اس مملکت خداداد پاکستان میں رہنے والوں کی عزت، مال اور ان کی جانوں کی حفاظت فرمائے۔ ایسے موقع پر ہمیں چاہیے کہ سورۂ مؤمنون کی آخری آیت ''رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ'' کا ورد کریں اور ہر نماز کے بعد

https://www.ashrafia.net

ایک تسبیح ضرور پڑھیں۔ اوّل آخر ۱۱ ر مرتبہ درود شریف کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ وہ اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں ہمیں ان آفات وبلیات سے محفوظ فرمائے گا۔

اٹھارہ سال سے کم عمر کے لیے نیا قانون پاس:

گزشتہ ماہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں ایک بل پاس کیا، جس میں یہ کہا گیا کہ اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکے اور لڑکی کو نکاح کی اجازت نہیں، حالانکہ شرعی لحاظ سے بلوغت کی عمر پندرہ سال ہے۔ پاکستان کا آئین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ شرعی طور پر بالغ ہوجانے کے بعد لڑکا یا لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے لیکن ہماری قومی اسمبلی نے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خود ساختہ بل پیش کیا اور پاس بھی کروالیا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے صدرِ مملکت نے اس پر سائن (دستخط) بھی کر دیے۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی نے اس بل کے خلاف ایک جامع تحریر فرمائی۔ جو نذرِ قارئین ہے جس کو پڑھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کس طرح آئین اور قرآن وسنت کی خلاف ورزی کی گئی۔

''پیپلز پارٹی کے سینیٹرز اور ایم۔ این۔ ایز نے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے ایک بل پاس کرایا، جو صدر آصف علی زرداری کے دستخط سے دارالحکومت اسلام آباد کے لیے نافذ العمل قانون بن گیا ہے۔ اس بل کا عنوان ہے: ''بچوں کی شادی'' اس میں **18** سال سے کم عمر کی شادی کو قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ **15** سال، **16** سال اور **17** سال کے لڑکے لڑکیاں بچے (**Children**) کب سے قرار پائے ہیں جب کہ شریعت کی رُو سے بلوغت کی علامات ظاہر نہ ہونے پر **15** سال کے لڑکے اور لڑکی کو بالغ تصور کیا جائے گا اور شرعاً و قانوناً بالغ اپنے معاملات میں خود مختار ہوتا ہے۔ نیز صدر ایوب کے زمانے میں پہلی بار **1961**ء میں عائلی قوانین نافذ کیے گئے تھے اور اس میں لڑکی کے لیے شادی کی کم از کم عمر **16** سال تجویز کی تھی تو اگر **16** سال کا لڑکا یا لڑکی بچے ہیں تو پھر کیا ایوب خان کے نافذ کردہ ''**فیملی لاز ایکٹ 1961ء(VIII)**'' کا عنوان تو بچوں کی شادی ہونا چاہیے۔ سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ جس قانون کو اسلامی نظریاتی کونسل نے خلافِ شرع قرار دیا ہے، اس پر صدر کا دستخط کر کے ایکٹ بنانا آئین کی خلاف ورزی ہے یا نہیں؟ اور آئین جب اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنے گا تو پارلیمنٹ کے اراکین کا قرآن وسنت کے خلاف دیدہ ودانستہ قانون بنانا آئین کی خلاف ورزی نہیں ہے اور کیا ارکان پارلیمنٹ اور وفاقی کابینہ آئین کی پابندی سے ماوراہیں؟''

ہم حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس بل کو واپس لیا جائے تاکہ اس کے ذریعے جو خرابیاں اور برائیاں پیدا ہونے کے امکان ہیں وہ ختم ہوجائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایڈیٹر

https://www.ashrafia.net

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ

پارہ نمبر ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر: ۷۶ تا ۷۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

قُلۡ اَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمۡلِکُ لَکُمۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا وَاللّٰہُ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِیۡ دِیۡنِکُمۡ غَیۡرَ الۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوۡۤا اَہۡوَآءَ قَوۡمٍ قَدۡ ضَلُّوۡا مِنۡ قَبۡلُ وَاَضَلُّوۡا کَثِیۡرًا وَّ ضَلُّوۡا عَنۡ سَوَآءِ السَّبِیۡلِ ۔لُعِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوۡا وَّ کَانُوۡا یَعۡتَدُوۡنَ کَانُوۡا لَا یَتَنَاہَوۡنَ عَنۡ مُّنۡکَرٍ فَعَلُوۡہُ لَبِئۡسَ مَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ۔

ترجمہ:

کہہ کیا اللہ کے سوا ایسے کو معبود بناتے ہو جو تمہارے نفع وضرر کا مالک نہیں اور اللہ ہی وہ ہے جو سنتا جانتا ہے۔ فرما دیجیے اے کتابیو! ناحق زیادتی اپنے دین میں نہ کرو اور نہ پیروی کرو ایسے لوگوں کی خواہشوں کی جو پہلے گمراہ ہو چکے ہیں اور بہت لوگوں کو گمراہ کر گئے اور خود ہی راہ سے بہک گئے۔ لعنت کیے گئے وہ جو کافر ہوئے بنی اسرائیل میں اوپر زبان داؤد اور عیسیٰ بن مریم کے، یہ اس وجہ سے کہ تھے وہ نافرمان اور تھے، حد سے تجاوز کرنے والے وہ تھے کہ بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے وہ یقیناً بہت برے کام کرتے تھے۔

تفسیر:

قُلۡ اَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ............وَاللّٰہُ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ

آخر میں غلو فی الدین اور اتباع ہوا سے ممانعت فرمائی گئی اور ارشاد ہوا:

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ..............وَّ ضَلُّوۡا عَنۡ سَوَآءِ السَّبِیۡلِ

یہودی کی زیادتی تو یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت محض حسد وعناد کی بناء پر نہیں مانتے اور عیسائیوں کی زیادتی یہ کہ وہ حضرت مسیح کو ابن اللہ یا تیسرا خدا مان کر انہیں معبود ٹھراتے ہیں اور گمراہوں کی خواہشات کا اتباع یہ کہ اپنے بے دین باپ دادا وغیرہ کے طریقہ کو مذہب سمجھتے ہیں۔ انہیں تشفیقاً حکم فرمایا:

لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا الھواء قوم۔

غلو: یعنی حد سے بڑھ جانا۔

یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا یہ افراط کا غلو ہوا۔

https://www.ashrafia.net

دینکم: سے مراد یہودیت ونصرانیت ہے۔

اَهْوَاء: اس نفسانی خواہش کو کہتے ہیں جو حق کے مخالف ہو یہ خواہش جہنم میں لے جانے والی ہے۔

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ....مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ

بنی اسرائیل میں سے کافر اسرائیلیوں پر اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام نے لعنت فرمائی تھی۔

کفروا: ہر طرح کے کفار خواہ کسی قسم کا کفر کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایلہ کے رہنے والوں نے جب حد سے تجاوز کیا اور ہفتہ کے روز شکار کی جو ممانعت تھی اس کے خلاف ہوئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پر لعنت کر کے ان کے حق میں بددعا فرمائی تو وہ بندروں کی شکل میں مسخ کر دیے گئے اور اصحاب مائدہ نے جب نازل شدہ خوان کی نعمتیں کھانے کے بعد کفر کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے وہ بندر اور سور کی شکل میں پانچ ہزار مسخ کیے گئے۔ (جمل)

لسان: (زبان) ان نبیوں نے زبور وانجیل میں ان پر لعنت کی۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ: یہود اپنے آباؤ واجداد پر فخر کیا کرتے تھے اور کہتے تھے ہم انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہیں۔ اس آیت کریمہ میں انہیں بتایا گیا کہ ان انبیاء علیہم السلام نے ان پر لعنت کی ہے جن کی یہ اولاد بنتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ افروزی کی بشارت دی اور انہوں نے ایمان لانے اور حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے سے انکار کیا تو ان منکروں پر آپ نے لعنت فرمائی۔

''روح المعانی'' میں مزید توضیح یہ بھی ہے کہ پانچ ہزار مسخ شدہ افراد کی تعداد میں بچے اور عورتیں شامل نہیں ہیں یہ صرف مردوں کی تعداد ہے اور داؤد علیہ السلام کی بددعا کے یہ الفاظ تھے:

اللّٰھم البسھم اللعن مثل الرداء مثل المنطقة علی الحقوین

''اے اللہ! ان پر ایسی لعنت فرما جو ان کے تمام جسم پر لباس کی طرح آجائے یا اس اِزار بند کی طرح کے تمام جو پوری کمر کو لپیٹ لیتا ہے''۔

اور عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا کے یہ الفاظ تھے:

اللّٰھم عذب من کفر بعد ما اکل من المائدۃ لا عذابا لم تعذبه احدا من العلمین والعنھم کما لعنت اصحاب السبت

''اے اللہ! جس نے مائدہ کھانے کے بعد کفر کیا اس کو ایسی سزا دے کہ وہ سزا تُو نے کسی کو بھی نہ دی ہو جہاں والوں میں اور ان پر ایسی لعنت فرما جیسی تو نے ہفتہ والوں پر لعنت کی''۔

مسئلہ:

آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ نہی عن المنکر واجب ہے اور منکرات سے روکنے سے باز رہنا مداہنت فی الدین ہے اور یہ سخت گناہ ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ: جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے اوّل تو منع کیا، جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ علماء بھی ان سے مل گئے اور کھانے پینے اُٹھنے بیٹھنے میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ (بقیہ صفحہ نمبر: ۳۲)

https://www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِنَّ لَنَا طَرِيقًا إِلَى الْمَسْجِدِ مُنْتِنَةً فَكَيْفَ نَفْعَلُ إِذَا مُطِرْنَا قَالَتْ فَقَالَ أَلَيْسَ بَعْدَهَا طَرِيقٌ هِيَ أَطْيَبُ مِنْهَا قُلْتُ بَلَى قَالَ فَهٰذِهٖ بِهٰذِهٖ۔ (رَوَاهُ أَبُوْدَاوُد)

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطِئِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ وَفِيْ رِوَايَةِ جَابِرٍ قَالَ مَا أُكِلَ لَحْمُهٗ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِهٖ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ)

ترجمہ:

روایت ہے بنی عبدالاشہل رضی اللہ عنہ کی ایک بی بی صاحبہ سے (۱) فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہمارا مسجد کا راستہ غلیظ ہے جب بارش ہو تو ہم کیا کریں (۲) فرمایا: کیا اس کے بعد اس سے اچھا راستہ نہیں ہے؟ میں بولی: ہاں فرمایا: تو وہ اس کے بدلے میں ہے (۳) (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ننگے پاؤں چلنے سے وضو نہ کرتے تھے (۴) (ترمذی)

روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے لیکن صحابہ اس کی وجہ سے مسجد نہ دھوتے تھے (۵) (بخاری)

روایت ہے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کہ اس کے پیشاب میں کچھ حرج نہیں جس کا گوشت کھایا جائے اور جابر کی روایت میں ہے کہ جس کا گوشت کھایا جائے اس کے پیشاب سے کوئی حرج نہیں (۶)

شرح:

(۱) ان بی بی صاحبہ کا نام نہ معلوم ہو سکا نہ حالات زندگی مگر چونکہ صحابیہ ہیں لہٰذا یہ بے علمی مضر نہیں کیونکہ تمام صحابہ عادل ہیں، رب فرماتا ہے: "وَكُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنٰى" (۲) یعنی خشک

https://www.ashrafia.net

زمانہ میں وہاں گزرنا بھی آسان اور اس کی گندگی جوتوں کولگتی بھی نہیں مگر بارش میں گندگیاں جوتوں کو لگ جاتی ہیں اس صورت میں جوتے ناپاک ہوں گے یا پاک (۳) اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا کہ اگر جسم والی تر نجاستیں جوتے یا چمڑے کے موزے کو لگ جائیں تو وہ خشک مٹی سے رگڑ کر پاک ہو جاتے ہیں وہی یہاں مراد ہے۔ پیشاب، پتلی نجاستیں بغیر دھلے پاک نہیں ہوسکتیں، نیز کُرتے کے دامن یا پاجامہ بغیر دھلے پاک نہ ہوں گے لہٰذا یہ حدیث واضح ہے فقہی مسئلہ اس کے خلاف نہیں۔

(۴) اس کے دو مطلب ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ پاؤں ہی نہ دھوتے تھے، کیونکہ اس میں نجاست نہ لگی ہوتی تھی۔ صرف ننگے پاؤں چلنا اور اس میں گرد وغبار لگ جانا اسے نجس نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ اگر پاؤں نجس بھی ہو جاتے تو صرف پاؤں دھو لیتے تھے وضو نہ کرتے تھے کیونکہ وضو حدث سے ٹوٹتا ہے نہ کہ کسی عضو میں ظاہری گندگی لگ جانے سے۔

(۵) اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ کتے کا جسم سوکھا ہو یا گیلا نجس نہیں اور اس کے مسجد میں آجانے کی وجہ سے زمین گندی نہ ہوگی، ہاں کتے کا لعاب ناپاک ہے یا کتا نجاست میں بھیگا ہو تب اس کا جسم ناپاک خیال رہے کہ اس حدیث میں اسلام کے ابتدائی حالات کا ذکر ہے۔ جب مسجد نبوی میں نہ دروازہ تھا نہ کوئی آڑ اور نہ مسجد کے احترام کے اتنے سخت احکام تھے، پھر بعد میں مسجد میں دروازے بھی لگائے گئے، کتا تو کیا وہاں ناسمجھ بچوں کا لانا نجس کپڑے پہن کر آنا حتیٰ کہ جس کے بدن سے بو آرہی ہو یا جس نے کچا پیاز اور لہسن کھایا ہو یا منہ میں بدبو ہو ان کا داخلہ تک منع کر دیا گیا، جیسا کہ "باب المساجد" میں اس قسم کی بہت سی احادیث آئیں گی۔ لہٰذا اس حدیث کو دیکھ کر اب مسجدوں کو بے آڑ رکھنا یا وہاں ہر گندے اور ناپاک کو آنے دینا درست نہیں، ہاں حکم یہی ہے کہ اگر اتفاقاً مسجد میں کتا گھس جائے جس کے جسم پر تر ناپاکی نہ ہو تو اس کو دھونا واجب نہیں۔

(۶) یعنی حلال پرندوں کا پیشاب پاک ہے۔ اس حدیث کی بناء پر بعض علماء نے حلال جانوروں کے پیشاب کو پاک مانا مگر ہمارے امام صاحب کے ہاں ناپاک ہے، ان کی دلیل وہ حدیث ہے جو "باب عذاب قبر" میں گزر چکی کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "پیشاب کی چھینٹوں سے بچو کہ عموماً عذابِ قبر اس سے ہوتا ہے" اور جس کی قبر پر کھجور کی تر شاخ گاڑھی تھی، اس کے متعلق فرمایا تھا کہ: "یہ اونٹوں کا چرواہا تھا" اس میں حرج سے مراد سخت حرج ہے یعنی جیسے حرام جانوروں کا پیشاب نجاست غلیظہ ہوتا ہے کہ ایک درہم کی بقدر لگنے سے کپڑا نجس ہو جاتا ہے ایسا حلال جانوروں کا پیشاب نہیں بلکہ وہ نجاست خفیفہ ہے کہ چہارم کپڑا آلود ہو تو ناپاک ہوگا۔ لہٰذا یہ حدیث امام صاحب کے خلاف نہیں۔ عرینہ والوں کی حدیث کہ حضور ﷺ نے انہیں اونٹوں کے پیشاب کی اجازت دی، اس کی تحقیق اسی حدیث کے ماتحت کی جائے گی۔ ان شاءاللہ یہاں صرف اتنا عرض کیے دیتے ہیں کہ سخت ضرورت کے موقع پر دواءً حرام چیز کا استعمال جائز ہے۔

https://www.ashrafia.net

گوشۂ سیرت

ایمان ہے ہمارا .... "اطاعتِ رسول ﷺ"

جناب سید آلِ رسول احمد رضوی صاحب

نسل انسانی پر خالق کائنات کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے ان کی اصلاح وتہذیب کے لیے مختلف اوقات میں پیغمبروں کو بھیجا۔ جنھوں نے بھٹکی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کی حیوانیت پر انسانیت کو فتح دلائی۔ ختمی مرتبت حضرت محمد ﷺ سے قبل جتنے بھی انبیاء تشریف لائے ان کے پیغام وخطاب کا دائرہ محدود تھا۔ ان کے ذمہ کسی خاص قوم، خاندان، قبیلہ، خطہ یا گروہ انسانی کی اصلاح وہدایت کا کام ہوتا تھا۔ ان سب کی بعثت کا ایک اہم مقصد یہ تھا کہ لوگ ان کی اطاعت کریں اور اس اطاعت کے ذریعے اپنے خالق کی رضا حاصل کریں۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

(پارہ:۵، سورۃ النسآء، آیت:۶۴)

ترجمہ: ”اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے“۔

چنانچہ وقت کے ہر نبی نے اپنی اُمت کو یہی پیغام پہنچایا کہ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مزید فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (پارہ:۵، سورۃ النسآء، آیت:۸۰)

ترجمہ: ”جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا“

اس اطاعت کی بھی تشریح فرمادی کہ یہ اطاعت ایسی ہو جس میں اخلاص وتسلیم و رضا کی تمام خصوصیتیں موجود ہوں۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر اپنی حجت تمام کردی ان کے ذہنوں میں آنے والے سارے سوالات اور عذرات کے خاتمہ کے لیے انبیاء ورسل کی زندگیوں کو ان کے سامنے نمونہ کے لیے پیش کر دیا، بندوں تک اپنا پیغام ہدایت پہنچانے کے لیے ساتھ ہی نمونہ عمل بھی عطا کیے تا کہ اس کے حکم پر ان کے لیے عمل کرنا آسان ہو جائے لیکن تمام انبیاء کی سیرتیں بھولے بسرے ماضی کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں روپوش ہو گئیں صرف حضور جانِ عالم ﷺ ہی کی سیرت محفوظ اور بنی نوع انسانی کی رہنمائی کے لیے موجود ہے کیونکہ آپ ﷺ ”خاتم النبین“ ہیں اس لیے آپ ﷺ کی سیرت دائمی نمونہ عمل ہے۔ اس میں تمام انبیاء کی سیرتوں کا خلاصہ ہے آسمانی تعلیمات وہدایات کا جوہر اور اخلاقی روحانی طاقت کا گنج گراں مایہ پوشیدہ ہے

https://www.ashrafia.net

جب ہی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کو حضور ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا اور آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا یا یوں سمجھیے کہ اللہ کی بندگی کا حق جب ہی ادا ہوگا کہ اطاعت رسول ﷺ کی جائے۔

حضور اقدس ﷺ کی ذات جامع صفات اور صاحب کمالات ہے، آپ ﷺ کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں درجہ اتم موجود ہیں جن کا فرداً فرداً تصور کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ ہی کی ذات کو پوری انسانیت کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا۔ آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ کے ایک ایک گوشے سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے ہمارے پاس احادیثِ نبوی ﷺ کا ایسا مستند ذخیرہ موجود ہے جس میں محسنِ انسانیت ﷺ کا اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا کھانا پینا، میل جول، قومی اور بین الاقوامی تعلقات، عبادات وعدے اور معاہدے، جنگ و امن کے سب واقعات محفوظ ہیں۔ خالق کائنات نے اپنے آخری نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ ﷺ پر ایک مکمل ضابطہ حیات کے طور پر قرآن کریم بھی اتارا۔

قرآن کی تعلیمات کو نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کے سامنے اپنے قول وفعل سے بطور نمونہ پیش کیا ارشاد خداوندی ہوا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ (پارہ:۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت:۲۱)

ترجمہ: ''بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مزید فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (پارہ:۳، سورۃ آل عمران، آیت:۳۱)

ترجمہ: ''اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر باری تعالیٰ نے اعلان فرمایا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔

(پارہ:۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت:۷۱)

ترجمہ: ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی''۔

عبادت کتنا پسندیدہ فعل ہے؟ اس کی اہمیت محتاج بیان نہیں اللہ نے جن وانس کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت کو قرار دیا ہے لیکن قرآن کریم نے یہ تصریح کی ہے کہ رسول کی تعظیم وتوقیر درجہ عبادت سے پہلے ہے سورہ فتح میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

(پارہ:۲۶، سورۃ الفتح، آیت:۸)

ترجمہ: '' تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو''۔

اس آیت میں سب سے پہلے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کا حکم ہے اس کے بعد حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا حکم ہے۔ اس کے

https://www.ashrafia.net

بعد تیسرے درجہ پر عبادت الٰہی کا ذکر ہے۔ ایمان و عبادت کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعظیم کا ذکر کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ ایمان کے بغیر تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حیثیت نہیں اور تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر عبادت فضول ہے اس کا اجر نہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں سفر کے لیے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور لوگوں نے بھی روزہ رکھ لیا، جب کراغ الغنیم کے مقام پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ پانی منگوایا اور اپنے ہاتھ میں اس کو اتنا اُونچا اٹھایا کہ سب لوگوں نے دیکھ لیا اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار کر لیا جب افطار ہو چکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی بعض لوگ تو اب بھی روزہ دار ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہی لوگ ہیں جو نافرمان ہیں“۔ (صحیح مسلم شریف)

اس واقع سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عبادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی کا نام ہے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں روزہ رکھا جائے تو عبادت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں روزہ توڑ دیا جائے تو بھی عبادت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ توڑنے کے بعد بھی اگر کوئی شخص روزہ سارے دن رکھتا ہے تو بظاہر اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اُلٹا ثواب ملنے کا گمان ہوتا ہے لیکن اسلام نے اتنی سی بات کو بھی گوارا نہیں کیا اور صاف اعلان کر دیا کہ: ”یہ زہد و تقویٰ نہیں بلکہ خدا کی نافرمانی ہے“۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”میری اُمت کا ہر شخص جنت میں داخل ہوگا مگر وہ شخص نہیں جس نے میرا انکار کیا“۔ پوچھا گیا: وہ کون شخص ہے جس نے سرکشی اور انکار کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے میری پیروی کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا“۔ (بخاری شریف)

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

”جس شخص نے میرے طریقہ کو پسند کیا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا“۔ (ترمذی شریف)

یہی نہیں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرما دیا کہ:

”تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کی نظر میں اس کے باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے پیارا نہ ہو جاؤں“۔ (مسلم شریف)

بخاری شریف میں "من نفسیه" کے الفاظ کا اضافہ ہے یعنی مومن وہی ہے جو اپنی جان سے بھی زیادہ جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:

وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۔ (پارہ:۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت:۱۲۰)

ترجمہ: ”اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں“

قرآن و حدیث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ایسے ہی لازمی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے انکار کرنا کفر ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے تو اس کے لیے بڑے انعامات ہیں اور جو اطاعت نہیں کرے گا اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔

https://www.ashrafia.net

تاریخ

محرم الحرام

خلیفۂ ثانی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اسلامی سالِ نو کا آغاز

نے خلیفۂ چہارم امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

کے مشورے سے سن ہجری کا آغاز کیا

جناب الطاف مجاہد صاحب

عہدِ فاروقی کا ذکر ہے کہ یمن کے والی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب میں ایک مشکل بیان کی۔ ان کا کہنا تھا کہ آپ کی جانب سے جو مکتوب ہمیں ملتے ہیں ان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ نے یہ حکم کب جاری کیا، اس لیے ہمیں تکمیلِ ارشاد میں دشواری ہوتی ہے۔ اس سے قبل خود امیر المؤمنین بھی ایک معاملے میں اس کوفت کا شکار ہو چکے تھے ہوا کچھ یوں تھا کہ ایک مقدمے میں کسی معاملے کے متعلق ایک تحریر پیش ہوئی جس میں ماہ شعبان کا ذکر تھا لیکن یہ واضح نہیں ہو پا رہا تھا کہ شعبان عام الحزن کا ہے یا حرب الفجار کا۔ عام الفیل کے کس سال میں یہ معاہدہ طے پایا تھا یا کہ فتح مکہ کے سال میں یہ سمجھوتہ ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ عرب زمانہ جاہلیت میں اور قبولِ اسلام کے بعد بھی کسی ایک سن پر متفق نہیں تھے ہر بڑے واقعے سے خواہ وہ خوشی سے مناسبت رکھتا ہو یا غمی سے تاریخ کا تعین کرتے تھے۔ مہینوں کے نام طے تھے لیکن متفقہ سن کا تصور نہ تھا۔ یہی سبب تھا کہ ابرہہ کی کعبہ پر لشکر کشی کے بعد عام الفیل کا سن شروع ہوا۔ عرب الفجار کے تاریخی واقعے کے بعد اس سے نسبت دی جانے لگی بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقعہ معراج، ہجرتِ مدینہ، فتح مکہ یا غزوۂ بدر اور عام الحزن سے بھی مسلمان تاریخ کا تعین کیا کرتے تھے۔ بسا اوقات اس میں پیچیدگیاں بھی سامنے آئیں کہ ایک فریق کسی سن کا ذکر کرتا تو دوسرا کسی اور پر بضد ہوتا مذکورہ بالا دو واقعات کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ کبار کو جمع کیا اور یہ معاملہ ان کے سامنے رکھا۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں سب سے زیادہ توجہ اسلامی تعلیمات کے فروغ پر تھی۔ ۲۳ سال کے عرصے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت تیار کی، اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی اور پھر دشمنانِ اسلام کی سازشوں کا مقابلہ کیا۔ اس لیے سن جیسا معاملہ اہمیت کا متقاضی نہ سمجھا گیا۔ نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفۂ وقت ہوئے لیکن مرتدین کا فتنہ اسلامی ریاست میں بغاوتیں اور ایران و روم کی سلطنتوں سے محاذ آرائی کے سبب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اس

https://www.ashrafia.net

سمت متوجہ نہ ہوسکے اور خط و کتابت مختلف حوالوں سے ہوتی رہی البتہ خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب ریاستِ اسلامی کی حدود وسیع ہوگئیں اور دیگر امورِ سلطنت کی سمت توجہ دی جانے لگی تو سن کی اہمیت بھی سامنے آئی اور مذکورہ دو واقعات کے بعد تو اس کے حل کیے جانے کا بھی سوچا جانے لگا اصحابِ مقدسہ کی مجلس میں تجویز بھی سامنے آئی اس وقت دنیا میں روم اور ایران کے سن رائج تھے۔ ان ہی کو ماہ و سال کے ساتھ اپنا لیا جائے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اتفاق نہیں کیا ان کی سماعت میں حضور ﷺ کا وہ ارشاد گونج رہا تھا کہ: ''مسلمانوں کسی اور قوم کی اتباع نہ کرو'' پھر ان کے سامنے اذان کا مسئلہ بھی تھا جب حضور ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں نماز کے لیے بلائے جانے کا معاملہ طے پا رہا تھا تو دیگر مذاہب کے طریقوں کی تجاویز سامنے آئیں لیکن حضور ﷺ نے انہیں ناپسند کیا تھا پھر جبرئیل امین علیہ السلام اذان کے کلمات کے ساتھ حاضر ہوئے تھے اور یہ منفرد طریقہ سب کو اچھا لگا تھا غرضیکہ اصحابِ مقدسہ کی محفل میں چار ایسے واقعات چنے گئے جس سے سن کا آغاز کیا جا سکتا تھا (۱) سرورِ کائنات ﷺ کی ولادتِ باسعادت (۲) اعلانِ نبوت (۳) ہجرتِ مدینہ (۴) آفتابِ دوجہاں ﷺ کی بظاہر اس دنیا سے پردہ پوشی۔

مولائے کائنات حضرت علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سمیت بیشتر صحابہ کرام اور خود حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کا کہنا تھا کہ اسلام کو قوت واقعہ ہجرت کے بعد نصیب ہوئی اور اس واقعہ ہجرت کے بعد ہی اسلامی ریاست قائم ہوئی تھی۔ اس لیے واقعہ اسلامی سن کے طور پر اپنائے جانے کا زیادہ مستحق ہے۔ اس رائے سے دیگر صحابہ نے بھی اتفاق کیا اس طرح سالِ ہجرت سے اسلامی سن کا آغاز ہوا جو آج تک چلا آ رہا ہے۔

اسلامی سال میں بھی سن عیسوی کی طرح بارہ مہینے ہیں لیکن عیسوی کلینڈر کے مہینے کا آغاز چاند نظر آنے سے نہیں ہوتا پھر یہ کہ عیسوی کلینڈر میں مہینے ۳۰ اور ۳۱ دن کے ہوتے ہیں اور فروری میں عام طور پر ۲۸ اور لیپ کے سال میں ۲۹ دن ہوتے ہیں۔ یہی سبب ہے جس طرح دسمبر ہمیشہ سردی اور جون ہمیشہ گرمی میں آتا ہے ایسا قمری مہینوں میں نہیں ہوتا۔ ماہِ رمضان کبھی کڑکڑاتی سردی اور کبھی شدید گرمی میں آتا ہے۔

بہرکیف اسلامی سال کے بارہ ماہ بالترتیب یوں ہیں:
(۱) محرم الحرام (۲) صفر المظفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الثانی (ربیع الآخر) (۵) جمادی الاوّل (۶) جمادی الثانی (جمادی الآخر) (۷) رجب المرجب (۸) شعبان المعظم (۹) رمضان المبارک (۱۰) شوال المکرم (۱۱) ذی القعدہ (۱۲) ذی الحجۃ المبارک

اسلامی سال کا سب سے پہلا دن ۱۶ رجولائی ۶۲۳ء بروز جمعہ تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا عالمِ اسلام پر یہ سب سے بڑا احسان ہے۔

یاد رہے کہ حضور ﷺ نے ربیع الاوّل کے مہینے میں ہجرت فرمائی تھی لیکن چونکہ عرب میں سال کا آغاز محرم سے ہوتا تھا اس لیے دو ماہ آٹھ دن پیچھے ہٹ کر اسلامی سال کا آغاز کیا گیا

https://www.ashrafia.net

(قسط: ۷)

نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ

گزشتہ سے پیوستہ:

یہ کہنا کہ حضور ﷺ نے صرف اپنے طبقے کو سامنے رکھ کر یہ بات فرمائی ہے، صرف یہی نہیں کہ ایک بے دلیل دعوئی ہے بلکہ ارشادِ رسول ﷺ کے اطلاق وعموم سے متصادم بھی ہے

خامساً: اس لیے کہ حضور ﷺ نے اپنے کو عاقب اور مقفی فرمایا ہے اور اس کو اپنی خصوصیات میں رکھا ہے۔

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

اب اگر آپ ﷺ جیسی خاتمیت والا کوئی اور بھی ہو تو عاقب اور مقفی ہونے میں آپ کی خصوصیت نہیں رہ جاتی۔

اس مقام پر یہ اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ نصوص میں حضور ﷺ کو جو آخری نبی فرمایا گیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو نبوت سب کے آخر میں دی گئی ہے، بلکہ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے ظہور میں سب انبیاء کے آخر ہیں اور آپ ﷺ کا زمانۂ ظہور آپ ﷺ کے سوا دوسرے تمام انبیاء کے زمانہ ظہور کے بعد ہے۔ نیز آپ ﷺ کے بعد اب کسی تشریعی نبی کو نہ بھیجا جائے گا۔ الغرض ازروئے زمانہ نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا مطلب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ ورق اُلٹ کر جملہ تفاسیر واحادیث کو دیکھ ڈالیے ہر ایک رسول کریم ﷺ کی خاتمیت کو خاتمیت زمانی قرار دے رہا ہے اور تاخیر زمانی کا خود صاحب تحذیر الناس کے نزدیک بھی یہی مطلب ہے کہ: ”آپ ﷺ کا زمانہ، انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں“۔

(تحذیر الناس، ص:۳)

رہ گیا حضور خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کا مسئلہ تو آپ ﷺ نبوت سے اُسی وقت سرفراز کیے جاچکے تھے، جب کہ کسی نبی کا وجود بھی نہ تھا۔ چنانچہ حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا گیا: متی وجبت لك النبوة حضور ﷺ کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: و آدم بین الروح والجسد ”جب آدم روح وجسم کے درمیان تھے“۔

اس حدیث کو حاکم، بیہقی، ابونعیم اور ترمذی نے اپنی جامع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ الفاظ روایت ترمذی کے ہیں۔ جنہوں نے افادہ تحسین کے ساتھ اسے روایت

کیا ہے نیز اسی حدیث کو امام احمد نے مسند میں امام بخاری نے تاریخ میں، ابن سعد و حاکم اور بیہقی و ابونعیم نے حضرت میسرہ سے اور طبرانی و بزاز و ابونعیم نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابونعیم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے نیز ابن سعد نے حضرت ابن ابی الجدعا و حضرت مطرف بن عبداللہ اور حضرت عامر رضی اللہ عنہم سے باسانید متبانیہ الفاظ متقاربہ روایت کیا ہے۔ امام عسقلانی نے "کتاب الاصابہ" میں حدیث میسرہ کی نسبت فرمایا ہے: "سندہ قوی" اس کی سند قوی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی "مدارج النبوۃ" صفحہ ۲ میں محل استناد میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ کنت نبیاً وان آدم لمنجدل فی طینتہ "میں اُس وقت نبی تھا جب آدم آب و گل کی منزلیں طے کر رہے تھے"۔ اس حدیث کی نقل سے پہلے متصلاً حضرت شیخ فرماتے ہیں: اولست در نبوت یعنی حضور نبی کریم ﷺ نبوت میں اوّل ہیں۔

خود مولوی قاسم نانوتوی نے "تحذیر الناس" صفحہ: ۷ پر مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے اور اسے مقامِ استشہاد اور محل استناد میں رکھا ہے۔

۔۔۔ ان نصوص کے پیش نظر یہ اور بھی واضح ہو جاتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کو نبوت سب کے آخر میں دی گئی۔ اس لیے کہ نبوت میں تو آپ ﷺ اوّل ہیں، ہاں آپ ﷺ کا ظہور سب کے آخر میں ہوا اور اب آپ کے عہد میں، نیز آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ان تفصیلات وتشریحات نے واضح کر دیا کہ خاتم النبیین کے جو اجماعی اور متواتر معنی ہیں، اس کی روشنی میں یہ ناممکن ہے کہ کسی طبقہ کا کوئی نبی آپ کا ہم عصر ہو یا آپ کے عصر کے بعد آئے۔ اب کسی نبی کو ہمارے نبی کا ہم عصر قرار دینا یا ہمارے نبی کے عصر کے بعد کسی نبی کی تجویز کرنی یقیناً خاتم النبیین کے اجماعی معنی کا کھلا ہوا انکار ہے۔ اب اثر ابن عباس کو قابل قبول بنانے کی لے دے کے یہی ایک صورت رہ گئی ہے کہ اس اثر میں طبقات باقیہ کے جن انبیاء کا ذکر ہے، ان کے وجود کو حضور ﷺ کے وجود ظاہری کے زمانے سے پہلے ہی تسلیم کر لیا جائے تو مذکورہ بالا خرابیاں لازم نہیں آتیں مگر ایک عظیم خرابی یہ مان لینے کے بعد بھی رہ جاتی ہے۔ وہ یہ کہ اثر مذکور میں طبقات باقیہ کے آخری نبی کو ہمارے نبی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حالانکہ نبوت ہو یا خاتمیت، نیز اوصاف نبوت ہوں یا کمالات رسالت کسی بات میں بھی طبقات باقیہ کا آخری نبی ہمارے نبی کی طرح نہیں۔ اس لیے کہ ہمارے نبی کی نبوت نبوت عامہ اور رسالت رسالت شاملہ ہے، جس سے دوسرے انبیاء کو مشرف نہیں کیا گیا۔ یوں ہی ہمارے نبی کی خاتمیت، حقیقی خاتمیت ہے۔ رہ گئی دوسرے طبقات کے آخری نبی کی خاتمیت، وہ تو محض اعتباری اور اضافی ہے۔ پھر دونوں میں کیا مماثلت؟ اس لیے کہ دونوں میں جوہری و حقیقی فرق ہے۔۔۔ (جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

سیدہ کا لعل میدانِ جنگ میں

جناب مسکین حجازی صاحب

ابلیس درگاہ ایزدی سے رد ہو گیا۔ اس نے اعلان کیا کہ وہ خدا کے بندوں کو بہکائے گا انہیں راہ راست سے بھٹکائے گا انہیں گمراہ کرنے کے لیے سامنے آ کر حیاء سازی کرے گا پیچھے سے حربے استعمال کرے گا۔ بارگاہ ایزدی سے جواب ملا کہ:

”جاؤ جو کچھ بھی کر سکتے ہو، ہر حربہ آزماؤ، خود انسانوں ہی میں سے ایسا راہنما اور ہادی پیدا ہوں گے جو تیری چالوں کو ناکام بنا دیں گے، اپنی پوری قوت سے تیرا مقابلہ کریں گے اور تیرا اثر زائل کریں گے“۔

چنانچہ ازل ہی سے حق و باطل کی کشمکش شروع ہو گئی۔ اِدھر ابلیس نے اپنا گمراہ کن منتر پڑھنا شروع کیا۔ اُدھر خدا کا کوئی برگزیدہ بندہ اس منتر کا توڑ لے کر آ گیا۔ فرعون کے جادوگروں کی رسیاں سانپ بن گئیں تو عصائے موسیٰ اژدھا بن کر انہیں نگل گیا۔ یدِ بیضاء سے مخالفوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ نمرود نے خرمن حق کو خاکستر بنانے کے لیے آگ تیار کی تو خلیل اللہ نے اس میں کود کر اسے گلزار بنا دیا۔ ہادی اسلام نے لات ومنات کی عظمتوں کا خاتمہ کیا، جبر و استبداد کے پہاڑوں کو توڑا عرب کی سنگلاخ زمین کو چیرا اور انسانیت کے چمنستان کو سرسبز وشاداب کیا۔ طاغوتی قوتیں شکست کھا گئیں، داعی اسلام کے وصال کے پچاس برس بعد، چمن اسلام پھر خزاں کے جھونکوں کی زد میں آ گیا۔

یزید ولی عہد تو پہلے ہی مقرر ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت کا مطالبہ کیا، ہادیٔ اسلام ﷺ اُمت کے پاس دو چیزیں چھوڑ گئے تھے **”قرآن اور اہل بیت“** یزید کا ولی عہد مقرر ہونا اور پھر تخت خلافت پر بیٹھنا اسلامی جمہور کے خلاف تھا۔ اسلام نے ملوکیت کا خاتمہ کیا تھا اور پرانے اصولوں کو بدلا تھا۔ لہٰذا یہ ولی عہدی اسلام کی ان تعلیمات کے منافی تھی۔

گلشن اسلام کو اس طرح پامال ہوتے دیکھا تو دوشِ رسول اللہ کے شہسوار جناب حسین رضی اللہ عنہ یزیدی استبداد کے سامنے سینہ سپر ہو گئے اور اس شان سے ڈٹ گئے کہ وقت کے دھارے کا رُخ بدل گیا، تاریخ ایک نئے موڑ پر آ گئی۔ اپنے خون سے گلشن اسلام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سرسبز کر دیا ہے۔

https://www.ashrafia.net

میدان جنگ:

ابن سعد کی فوج نے عام حملہ شروع کیا مسلم بن عوسجہ نے حق رفاقت ادا کر کے سب سے پہلے جام شہادنوش کیا۔ حسینی فوج کے نامور سپاہی شیروں کی طرح جس وقت جھپٹتے تھے، صفیں اُلٹ جاتی تھیں، ان کے نعروں سے زمین کا دل دہل جاتا تھا۔ دشمن کی فوج کثیر تھی، ہزاروں تیراندوزوں نے تیر برسانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں حسینی فوج کے سپاہی شہید ہو گئے دو پہر ہو چکی تھی۔ جنگ اپنی پوری ہولناکی سے جاری تھی۔ عمر بن سعد نے کچھ آدمی خیمے اُکھاڑنے کے لیے بھیجے مگر منہ کی کھائی۔ اس کے بعد حسینی خیموں کو آگ لگا دی گئی نواسۂ رسول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کچھ پرواہ نہیں، یہ ہمارے لیے زیادہ بہتر ہے کیونکہ اب وہ پیچھے سے حملہ نہیں کر سکیں گے''۔

لحظہ بہ لحظہ دشمنوں کی تازہ دم فوجیں پہنچ رہی تھیں، حسینی فوج گنتی کے چند سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ یہ نامور سپاہی صبح سے لڑتے لڑتے نڈھال ہو چکے تھے۔ اب نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ جنابِ حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''دشمنوں سے کہو ہمیں نماز کی مہلت دیں''، مگر یہ مہلت نہ ملی، یہ وقت بہت سخت تھا۔ دشمن نے اپنی پوری قوت صرف کر دی تھی۔ حبیب اور حُر دشمن کی بے پناہ فوج سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ گویا حسینی فوج کی کمر ٹوٹ گئی۔ حسینی فوج کے باقی ماندہ سپاہی پھر بڑھے اور دشمن کی صفیں درہم برہم کر ڈالیں زبیر بن الیقین داد شجاعت دیتے دیتے جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہو گئے۔ پھر دو غفاری بھائی اور اس کے بعد دو باری لڑکے آئے دشمنوں پر کود پڑے اور اسلام علیکم یا ابن رسول اللہ کہتے کہتے شہید ہو گئے۔ ان کے بعد حنظلہ بن سعد آگے بڑھے، داد شجاعت دی اور اپنے خدا سے جا ملے۔

حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

یکے بعد دیگرے تمام جان نثار شہید ہو گئے۔ اب بنی ہاشم اور خاندانِ نبوت کی باری تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ کے صاحبزادے علی اکبر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے میدان میں آئے ''**میں علی ابن حسین ابن علی ہوں کہا اور خیبر شکن قوت کا مظاہرہ** کیا، بڑی شجاعت سے لڑے مگر کب تک؟ آخر مرہ بن منقذ لعبدی کی تلوار سے شہید ہو گئے۔

ان کے بعد اہل بیت کے دوسرے جاں فروش اپنے خون سے کشت اسلام کی آبیاری کرنے لگے۔ پھر ایک جوان رعنا، چاند کا ٹکڑا، شیر کی طرح بپھر کر حملہ آور ہوا۔ میدانِ جنگ میں تہلکہ مچ گیا۔ آخر عمرو بن سعد کی تلوار سر پر پڑی اور نوجوان گر پڑا امام حسین رضی اللہ عنہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ آگے بڑھے، بے پناہ تلوار کا وار کیا دشمن دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا آپ نے نوجوان کی لاش کو اُٹھایا اور سینے سے لگایا علی اکبر کی لاش کے پہلو میں لیٹا دیا۔ یہ قاسم بن حسن تھے۔

حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ آپ کے ہاتھوں پر تھے۔ آپ نے

https://www.ashrafia.net

دشمنوں سے کہا: ”تمہاری دشمنی ہمارے ساتھ ہے، اس بچے نے تو کوئی قصور نہیں کیا اسے تو تھوڑا سا پانی دے دو“ اتنے میں ایک تیر آیا اور بچے کے حلق میں پیوست ہو گیا۔ آپ نے تیر کو کھینچ کر حلق سے نکالا خون سے چلو بھرا آسمان کی طرف دیکھا اور بچے کے جسم پر مل دیا ہے۔

اللہ اللہ پیغمبر کے نواسوں کا جہاد
اصغر بھی کہیں کھیل گئے تیر کے ساتھ

شجاعتِ حسین رضی اللہ عنہ:

اب نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تنہا ءمیدان میں تھے۔ دشمن نے چاروں طرف سے گھیرا تنگ کرنا شروع کیا۔ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے لختِ جگر، دوش رسول کے شہسوار جس طرف بڑھتے صفوں کی صفیں پلٹ دیتے آپ نے عمامہ اور کُرتا پہن رکھا تھا۔ سارے اہل بیت آنکھوں کے سامنے شہید ہو چکے تھے گھر اُجڑ گیا تھا۔ شہادت کا یقین تھا لیکن آفریں صد آفریں! سیدہ کے لال کی ہمت پر کہ پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی لغزش نہ آئی، ثابت قدمی میں کوئی فرق نہ آیا۔ کافی دیر تن تنہاء دشمن کی بے پناہ فوج کا مقابلہ کرتے رہے۔

شہادت:

آپ پیاس کی شدت سے نڈھال ہو رہے تھے۔ فرات دور تھا۔ دشمن نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ اچانک ایک تیر آیا اور آپ کے حلق میں پیوست ہو گیا۔ آپ نے تیر کو کھینچ کر نکالا پھر اپنے ہاتھ منھ کی طرف اُٹھایا اور دونوں چلو خون سے بھر گئے۔ آپ نے خون آسمان کی طرف اچھالا اور فرمایا: ”الٰہی میری فریاد تجھی سے ہے۔ دیکھ! تیرے رسول کے نواسے سے کیا برتاؤ ہو رہا ہے“۔

اب کافی دیر ہو چکی تھی، آپ کے قتل میں سب ہی کو تامل تھا۔ شمر نے اشتعال دلایا اور چلا کر کہا: ”تمہارا بُرا ہو، کیا انتظار کر رہے ہو“ دشمن ہر طرف سے بڑھنے لگے آپ نے بلند آواز سے فرمایا ”میرے قتل پر ایک دوسرے کو اُبھارتے ہو۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ کے بائیں ہاتھ کو زخمی کر دیا۔ پھر شانے پر تلوار کا وار کیا۔ آپ لڑکھڑائے لوگ ہیبت زدہ ہو کر پیچھے ہٹنے لگے۔ سنان بن انس نے آگے بڑھ کر نیزہ مارا اور آپ زمین پر تشریف لے آئے۔ کسی نے پکار کر کہا: سر کاٹ لو! وہ سر کاٹنے کے لیے آگے بڑھا مگر ہمت نہ ہوئی سنان بن انس دانت پیستا ہوا آگے بڑھا اور سر مبارک تن سے جدا کر دیا۔ اس وقت آپ کے جسم مبارک پر تیرے کے ۳۳ اور تلوار کے ۳۴ گہرے زخم تھے۔

قاتل نے آپ کا سر مبارک کاٹ کر خولی بن یزید کے سپرد کر دیا اور خود دوڑ کر عمرو بن سعد کے پاس گیا اور اس کے خیمے کے پاس جا کر کہا: مجھے سونے چاندی سے لاد دو۔

میدان جنگ سے کوچ:

دوسرے دن عمرو بن سعد نے میدان جنگ سے کوچ کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اہل بیت کی خواتین اور بچوں کو لے کر کوفہ کی

https://www.ashrafia.net

طرف چل پڑا۔ جب ان خواتین نے رسول اللہ ﷺ کے نواسوں کی پامال لاشیں دیکھیں تو ضبط نہ ہوسکا اور آنسو نکل گئے۔

حضرت زینب بنت فاطمہ سلام اللہ علیہا کہہ رہی تھیں:

یارسول اللہ ﷺ! آپ پر آسمان کے فرشتوں کا درود اور سلام ہو یہ دیکھیں! حسین ریگستان میں خاک وخون سے آلودہ ہے تمام بدن زخمی ہے آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں۔ آپ کی اولاد مقتول ہے۔

سر مبارک ابن زیاد کے سامنے:

سارے شہیدوں کے سر کاٹے گئے، کُل ۷۲ سر تھے۔ اس کے بعد آپ کا سر ابن زیاد کے سامنے لایا گیا۔ ابن زیاد کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ اس نے چھڑی آپ کے لبوں پر ماری اور بار بار اسی حرکت کا اعادہ کیا۔ اس پر زید بن ارقم صحابی (بعض روایتوں کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ) نے اُٹھ کر ابن زیاد کو روکا اور کہا: ''ان لبوں پر چھڑی نہ مارو، خدا کی قسم! میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہونٹ مبارک ان ہونٹوں پر رکھتے اور بوسہ لیتے تھے''۔

اس پر ابن زیاد طیش میں آکر انہیں بُرا بھلا کہنے لگا۔ حضرت زینب بنت سیدہ فاطمہ اور اہل بیت کی دیگر خواتین اور بچے ابن زیاد کے سامنے لائے گئے۔ وہ خواتین جن کو کبھی سورج نے بھی نا دیکھا تھا وہ ابن زیاد کے سامنے کھڑیں تھیں۔

ابن زیاد نے پوچھا: یہ کون بیٹھی ہے؟

آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اس نے کئی مرتبہ یہی سوال کیا تو آپ کی ایک کنیز نے جواب دیا: یہ زینب بنت فاطمہ ہیں

اس پر ابن زیاد بولا: اس خدا کی ستائش جس نے تم لوگوں کو رسوا کیا اور ہلاک کیا۔

اس پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے نہایت بے باکی سے جواب دیا: ''ہزار ستائش اُس خدا کے لیے جس نے ہمیں حضرت محمد مصطفے ﷺ سے عزت وتوقیر بخشی اور ہمیں پاکیزگی دی رسوائی تو فاسقوں اور فاجروں کی ہوتی ہے، رسوا تم ہوئے ہو''۔

ابن زیاد نے پھر کہا: خدا نے جو حشر تمہارے خاندان کا کیا ہے، تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''ان کی قسمت میں شہادت لکھی تھی وہ ہو گئے، جلد ہی اللہ تجھے اور انہیں ایک ہی جگہ جمع کرے گا پھر تم باہم سوال وجواب کرلو گے''۔

اس کے بعد ابن زیاد کی نظر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پر پڑی آپ علیل تھے۔ ابن زیاد نے آپ سے کئی سوال کیے آپ نے ترکی بہ ترکی جواب دیا تو ابن زیاد سخت خفا ہوا۔ چنانچہ اس نے آپ کے قتل کا حکم دیا مگر حضرت زینب بے قرار ہوگئیں، کافی دیر تک تلخ کلامی ہوتی رہی آخر ابن زیاد نے کہا: اچھا! لڑکے کو چھوڑ دو۔ اس کے بعد مستورات اور بچے یزید کے سامنے لائے گئے۔ کوفہ کے بازاروں اور پھر یزید کے دربار میں جو تقریریں حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کیں وہ بہت طویل اور جان گداز ہیں۔

https://www.ashrafia.net

خطاباتِ فخر المشائخ

"سورۂ زلزال"
قیامت کا منظر

حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی

حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کی وہ تقریر جس کو آپ نے ۴/محرم الحرام ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۴/دسمبر ۲۰۰۹ء بروز جمعرات بمقام ـ۔ وی۔ایس۔وی اسکول، کھارادر، کراچی میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عنوانِ سخن بنایا۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و علی الہ الطیبین الطاہرین و اصحابہ المکرمین المعظمین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ (پارہ:۳۰، سورۃ الزلزلۃ)

آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی ایک سورۂ مبارکہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس سورت کا نام سورۂ زلزال ہے۔ اس سورت مبارکہ میں تین چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ ابتدائی آیات میں قیامت کا منظر بیان کیا گیا ہے اس کے بعد لوگوں کے احوال بیان کیے گئے ہیں، پھر نیکی و بدی پر جزاء و سزا کا بیان ہے۔ اب آیئے دیکھیں کہ خالق کائنات اس میں کیا فرما رہا ہے:

اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قیامت کا منظر بیان کیا ہے کہ جب قیامت نازل ہوگی تو کس طرح زمین تھرتھرائے گی کہ زمین اپنے خزانے اُلٹ دے گی۔ چاندی اور سونا سب نکال باہر کرے گی۔ زمین خبریں دے گی کہ فلاں شخص نے میرے اُوپر فلاں کام کیا تھا اور ہر شخص اپنے اعمال کو دیکھ لے گا کہ اُس نے کیا اچھا کیا اور کیا بُرا کیا اور کس طرح یہ سارا نظامِ عالم دھرم بھرم ہو جائے گا۔ اگر ہم اس پر غور کریں کہ خالقِ کائنات ہمیں قیامت کے اس منظر کو بیان کر کے کیا بتانا چاہتا ہے تو یقیناً ہم راہِ ہدایت پر چل سکتے ہیں۔ کیونکہ اس سورۂ مبارکہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ ساری چیزیں بیان کی گئیں ہیں۔ آیئے اس پر غور کریں اور دیکھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں کیا کچھ بیان کیا ہے۔ پہلے اس کا ترجمہ اور پھر اس کی فضیلت اور

https://www.ashrafia.net

چند ضروری گزارشات۔ وما توفیق الا باللہ العلی العظیم

خالقِ کائنات ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ''جب زمین تھرتھرا دی جائے جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھہرا ہے اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے اور آدمی کہے اسے کیا ہوا اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی اس لیے کہ تمہارے رب نے اسے حکم بھیجا اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کر تاکہ اپنا کیا دکھائے جائیں تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا''۔

اس سورۂ مبارکہ کا نام ''سورۃ الزلزال'' ہے۔ اس میں آٹھ آیات ہیں، اس سورت کی ابتدائی آیات میں قیامت کی کیفیت کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد لوگوں کے احوال بیان کیے ہیں پھر نیکی اور بدی پر جزاء وسزا کا بیان ہے۔ پہلے اس کی فضیلت اور اس کے متعلق ضروری احکام اگر ہم صحیح معنوں میں اس کو پڑھ لیں اور جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے، اسے سمجھ لیں اور عمل کریں تو ہماری دنیا وآخرت دونوں سنور جائیں۔

فضیلت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھی وہ نصف قرآن کے برابر ہے اور جس نے قل هو الله احد پڑھی وہ تہائی قرآن کے برابر ہے اور جس نے قل یا ایها الكافرون پڑھی وہ ربع قرآن کے برابر ہے۔ (سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۸۹۳)

اس حدیث شریف سے پتا چلا کہ یہ سورۂ مبارکہ نصف قرآن کے برابر ہے یعنی اگر کوئی یہ سورۂ مبارکہ پڑھ لے تو وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے نصف قرآن پڑھ لیا۔ ظاہر ہے نصف قرآن پڑھنا آسان نہیں ہے، اس کے لیے وقت چاہیے اور ہر انسان کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ روزانہ نصف قرآن پڑھ سکے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ کثرت کے ساتھ اس سورۂ مبارکہ کو پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نصف قرآن پڑھنے کا ثواب حاصل کریں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے قرآن پڑھائیے۔ آپ نے فرمایا: ذوات الراء (مثلاً الٓمٓر) سے تین سورتیں پڑھو۔ اس شخص نے کہا کہ: میری عمر زیادہ ہوگئی، میرا دل سخت ہوگیا اور میری زبان موٹی ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ذوات حٰمٓ سے تین سورتیں پڑھو، اس نے پھر پہلی بات دہرائی اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی سورت جامع پڑھائیے۔ تب آپ نے اس کو اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا پڑھائی حتیٰ کہ اس کو پڑھا کر فارغ ہوگئے۔ اس شخص نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس پر کوئی زیادتی نہیں کروں گا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص کامیاب ہوگیا، یہ شخص کامیاب ہوگیا۔

(سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: ۱۳۹۹، مسند احمد، ج:۲، ص:۱۶۹، سنن الکبریٰ للنسائی ۸۰۲۷)

اس حدیث شریف سے یہ پتا چلا کہ جو شخص اس سورت کو

https://www.ashrafia.net

پڑھے گا اور اس میں نہ کوئی زیادتی کرے گا اور نہ کمی تو یقیناً وہ کامیاب ہو جائے گا اگر ہم کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ اس سورۂ مبارکہ کو کثرت کے ساتھ پڑھیں تاکہ ہمیں کامیابی حاصل ہو سکے۔

اب آیئے غور کرتے ہیں کہ مفسرین نے اس کے متعلق کیا بیان کیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام پہلی بار صور پھونکیں گے، اس وقت زمین میں زبردست زلزلہ آئے گا، جس سے ہر چیز تہس نہس اور اُلٹ پلٹ ہو جائے گی۔

اس حدیث میں زلزلے کا ذکر ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جب زلزلہ آتا ہے تو زمین پھٹ جاتی ہے اور کئی کئی منزلہ عمارتیں اس کے اندر دھنس جاتی ہیں یہ قدرتی آفت ہے اور اس سے بچنے کا ابھی تک کوئی حل سائنس نے تلاش نہیں کیا۔ محکمہ موسمیات والے یہ تو بتا سکتے ہیں کہ زلزلہ آرہا ہے لیکن یہ نہیں بتا سکتے کہ کتنی رفتار سے آرہا ہے اور کتنی دیر تک رہے گا۔ جب زلزلہ آجاتا ہے اور تباہی و بربادی ہو جاتی ہے تب وہ بتاتے ہیں کہ اتنی رفتار سے آیا تھا۔ خالقِ کائنات یہ بتانا چاہتا ہے کہ سائنس کتنی ہی ترقی کر لے لیکن انسان ہر حال میں اپنے خالق کا محتاج ہے اور ہر چیز اُسی کے دستِ قدرت میں ہے۔ یہ ذکر کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح زلزلہ ہر چیز کو تہس نہس کر دیتا ہے اسی طرح قیامت کے دن جب حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو زمین ہلے گی اور زمین کے ہلنے سے جتنی چیزیں اس کے اُوپر ہوں گی تو وہ سب چیزیں اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گی۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام مکانات، دکانیں بازار، بلڈنگیں، پہاڑ ہر چیز زمین پر ہے اور جب زمین ہلنا شروع ہوگی تو نظامِ عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ پھر فرمایا:

''زمین اپنا بوجھ نکال باہر کرے گی''۔

زمین کا بوجھ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونے چاندی کے ستونوں کی مثل زمین اپنے جگر کے ٹکڑے اگل دے گی۔ قاتل ان کو دیکھ کر کہے گا: ان ہی کی وجہ سے میں نے قتل کیا تھا، رشتے توڑنے والا کہے گا: ان ہی کی وجہ سے میں نے رشتے توڑے تھے، چور ان کو دیکھ کر کہے گا: ان ہی کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا۔ پھر سب اس مال کو چھوڑ دیں گے اور کوئی اس میں سے کچھ نہیں لے گا۔

(صحیح مسلم شریف، رقم الحدیث: ۱۰۱۳، سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۲۰۸)

اس حدیث شریف سے پتا چلا کہ زمین اپنا بوجھ نکال باہر کرے گی جو چاندی اور سونے کے ستونوں کی صورت میں ہوگا تو ہر شخص اسے دیکھ کر اپنے گناہوں کو یاد کرے گا۔ چور کہے گا کہ اسی کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا، رشتے توڑنے والا کہے گا کہ میں نے اسی کی وجہ سے رشتہ توڑا۔ قاتل اُسے دیکھ کر کے کہے گا کہ میں نے اسی کی وجہ سے قتل کیا تھا اور پھر کوئی بھی اس مال میں سے کچھ نہیں لے گا۔ پتا چلا کہ مال و دولت، سونا چاندی یہ سب یہیں رہ جانے والی چیزیں ہیں۔ ساتھ جانے والی چیز صرف

https://www.ashrafia.net

نیک اعمال ہیں۔اس لیے ہمیں چاہیے کہ مال کے بجائے اعمال کی طرف توجہ دیں اور کوشش کریں کہ روزانہ کوئی نہ کوئی نیک عمل ضرور کریں تاکہ کل قیامت کے دن ہمارے نیک اعمال کا پلہ بھاری ہو جائے ۔ اس کے بعد اگلی آیت میں فرمایا کہ: ''زمین خبریں دے گی''۔

زمین کی خبر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ زمین کیا خبر دے گی؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہی زیادہ علم ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اس کی خبر یہ ہے کہ وہ ہر بندے اور بندی کے متعلق یہ بتائے گی کہ اس نے فلاں دن زمین کی پشت پر یہ کام کیا تھا اور فلاں دن یہ کام کیا تھا''۔(سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۴۲۹)

اس حدیث شریف سے پتا چلا کہ بندہ یا بندی زمین پر جو بھی عمل کرتے ہیں وہ نیک ہو یا بد زمین قیامت کے دن اس کی خبر دے گی اور ہر بندے اور بندی کے متعلق یہ بتائے گی ۔ اس نے فلاں دن زمین کی پشت پر یہ کام کیا تھا۔اب آپ غور کر سکتے ہیں۔کہ جس زمین پر گناہ کیے جائیں اور یہی وہ زمین قیامت کے دن اللہ کے حکم سے یہ خبر دے کہ مولی! میرے اُوپر فلاں دن تیرے بندے اور بندی نے یہ کام کیا تھا تو پھر انکار کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے۔اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنے اعمال و افعال کو درست رکھیں اور ہر وقت یہ خیال رہے کہ کوئی غلط عمل ہم سے سرزد نہ ہوں بلکہ نیک اعمال ہی سرزد ہوں۔ تاکہ قیامت کے دن زمین یہ خبر نہ دے کہ اس بندے نے میرے اُوپر یہ غلط کام کیا تھا۔ بلکہ خبر دے کہ اس بندے نے میرے اُوپر یہ نیک کام کیا تھا تاکہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں سُرخرو ہوں۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے احوال ذکر کیے ہیں۔

قیامت کے دن لوگوں کے احوال:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ہر شخص اپنے آپ کو ملامت کر رہا ہوگا، جو نیکوکار ہوگا وہ یہ کہے گا: میں نے زیادہ نیکیاں کیوں نہیں کیں اور جو اس کے علاوہ ہوگا، وہ کہے گا: میں نے گناہوں کو ترک کیوں نہیں کیا''۔(فردوس الاخبار، رقم الحدیث: ۶۵۰۱)

اس حدیث شریف میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر شخص اپنے آپ کو ملامت کر رہا ہوگا۔ جو نیک، متقی و پرہیزگار ہوگا وہ اس طرح ملامت کرے گا کہ میں نے زیادہ نیکیاں کیوں نہیں کیں اور جو گنہگار ہوگا وہ کہے گا کہ میں نے گناہوں کو ترک کیوں نہ کیا یعنی ہر شخص اپنے اعمال کے لحاظ سے اپنے آپ کو ملامت کر رہا ہوگا اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم نیک اعمال کرنے کی کوشش کریں اور اپنی زندگی کا کوئی دن ایسا نہ جانے دیں جس میں کوئی نیک کام نہ کیا ہو تاکہ قیامت کے دن پچھتاوا نہ ہو۔

انسان پر جو بھی برائی آتی ہے یا جو بھی پریشانی یا مشکلات آتیں ہیں یہ اس کے اپنے ہی اعمال کی وجہ سے ہیں۔ اگر ہر انسان

https://www.ashrafia.net

اپنا جائزہ لے اور محاسبہ کرے تو اس کو پتا چلے گا کہ ۹۹ فیصد پریشانیاں اس کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہیں۔ ایک فیصد اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آزمائش کی صورت میں ہے اگر اعمال درست ہو جائیں تو پریشانیاں ختم ہو جائیں۔ اسی لیے کسی نے کیا خوب کہا۔

جب میں کہتا ہوں یا اللہ! میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے اپنا نامۂ اعمال دیکھ

یعنی اعمال درست ہو جائیں تو حال خود بہ خود درست ہو جائیں گے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ امن وسکون سے رہیں، قلبی سکون میسر ہو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنا شیوہ بنالیں اور ہمہ وقت اس کا ذکر کریں۔ اس سے پریشانیاں دور ہوں گی، مشکلات دور ہوں گی اور امن وسکون حاصل ہوگا۔ ماضی میں کیے گئے غلط فیصلے مستقبل پر اثر انداز ہوتے ہیں، اس لیے انسان کو چاہیے جب کوئی فیصلہ کرے تو سوچ سمجھ کرتا کہ مستقبل میں پریشانی نہ ہو جو لوگ بغیر سوچے سمجھے فیصلے کرتے ہیں وہ عرصۂ دراز تک اس کے نقصانات برداشت کرتے ہیں اور اس کے برعکس جو لوگ سوچ سمجھ کر اور بڑوں کے مشوروں سے فیصلہ کرتے ہیں وہ کبھی پریشان نہیں ہوتے بلکہ انہیں راحت وسکون حاصل ہوتا ہے۔ یہ سورۂ مبارکہ ہمیں یہ بتا رہی کہ تمہیں ایک دن خالق کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے۔ اس لیے اس دنیا ہی میں اپنے اعمال وافعال اور کردار کو درست کرلو تا کہ کل قیامت کے دن زمین اچھی خبریں دے۔ ہاتھ اور پیر اچھی خبریں دیں اور نیک اعمال کی وجہ سے نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے۔ میرے بزرگوں اور دوستوں آج کی اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ہم اپنا محاسبہ روزانہ کریں۔ جو غلط کام ہیں اُن سے رُک جائیں اور جو نیک کام ہیں ان میں مصروف ہو جائیں یہ دنیا دار العمل ہے اگر یہاں اعمال بد ہیں تو وہاں سزا ہے اور اگر اعمال نیک ہیں تو جزاء ہے۔ اس لیے ہمیشہ نیک اعمال کی کوشش کریں اپنے آپ کو برائیوں سے بچائیں نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں۔ علماء ومشائخ کی محافل میں شرکت کریں، کیونکہ جب صحبت نیک ہوگی تو اعمال بھی نیک ہوں گے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو برے کاموں سے بچنے اور نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اپنا ڈر وخوف اور اپنے حبیبِ پاک ﷺ کی سچی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرمائے۔ آمین

شَاہ اَست حُسَین بَادشَاہ اَست حُسَین
شاہ بھی حسین ہیں بادشاہ بھی حسین ہیں
دِین اَست حُسَین دِین پناہ اَست حُسَین
دین بھی حسین ہیں دین کی پناہ بھی حسین ہیں
سَرداد نَہ دَاد دَست دَر دِستِ یزید
سر دے دیا مگر نہیں دیا، اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں
حقاکہ بنائے لَا اِلٰہَ اَست حُسَین
حقیقت تو یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ کی بنیاد بھی حسین ہیں

https://www.ashrafia.net

امام العاشقین، زبدالانبیاء، شیخ الاسلام

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

••• جناب سلیم حسن مرزا صاحب

اسم گرامی: مسعود

القاب: فرید الدین، گنج شکر

جائے پیدائش: کھوتوال (ملتان کا ایک قصبہ ہے جسے اب مشائخ کی چاولی کہتے ہیں)

عہد حیات:

دورِ سلاطین، تاریخ ولادت اور وفات میں درجنوں اختلافات پائے جاتے ہیں۔

والدین:

والد حضرت جمال الدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل تھے۔ والدہ صاحبہ زہد تقویٰ کی بناء پر رابعہ عصر کہلاتی تھیں۔

آبائی وطن:

کابل، خاندان چنگیزی حملے کی وجہ سے محمد غوری کے عہد میں ہجرت کر کے لاہور اور قصور ہوتا ہوا ملتان آیا اور کھوتوال میں آباد ہوا۔

سلسلہ نسب:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم:

کھوتوال میں حاصل کی اور پھر ملتان میں مولانا منہاج الدین سے ان کی مسجد میں اسلامی فقہ کی مشہور کتاب النافع پڑھی۔

سیاحت:

علومِ ظاہری و باطنی کے لیے غزنی، بغداد، سیوستان، بدخشاں اور قندھار کا سفر کیا۔

اکتسابِ فیض:

حضرت خواجہ اجل شیرازی، حضرت شیخ سیف الدین باخرزی حضرت امام حدادی، حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی رحمہم اللہ علیہم سے اکتسابِ فیض کیا۔

پیر و مرشد:

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ جو خلیفہ تھے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے۔

مشہور خلفاء:

حضرت علاؤ الدین علی صابر کلیری، حضرت نظام الدین اولیاء حضرت شیخ جلال ہانسوی، حضرت شیخ بدر الدین اسحاق، حضرت

https://www.ashrafia.net

شیخ شہاب الدین (فرزند)، حضرت خواجہ نظام الدین (فرزند) حضرت شیخ یعقوب (فرزند)، حضرت شیخ بدر الدین سلیمان (فرزند) رحمۃ اللہ علیہم

تاریخ کے آئینے میں:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سلاطین کے دور سے ہے ہر چند کہ اس عہد کی تاریخ میں قطب الدین ایبک، ناصر الدین محمود اور غیاث الدین بلبن، شمس الدین التمش اور رضیہ سلطانہ جسے بلند حوصلہ اور بیدار مغز بادشاہوں کے نام آتے ہیں لیکن بایں ہمہ استحکام کی کوئی صورت کہیں نظر نہیں آئی، یہ عہد بے یقینی کی دھند میں لپٹا ہوا ہے۔ اس پر مسلمانوں کا واسطہ ہندو قوم سے ہے جو تعداد میں کثیر ہونے کے ساتھ ساتھ اہلِ اسلام کو غیر ملکی لٹیرے، غاصب اور اچھوت سمجھتی ہے بات یہاں تک ختم نہیں ہوتی یہ دور منگولوں کی چیرہ دستیوں کا بھی شکار ہے۔ چنگیز خان نے بلخ و بخارا اور سمر قند جیسے اسلامی تہذیب کے مراکز کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا۔ عالم اسلام پر چنگیز خان کی ہیبت اس قدر چھائی ہوئی تھی کہ جب خوارزم کا بادشاہ جلال الدین چنگیز خان سے شکست کھا کر برصغیر کی طرف بھاگا اور اس نے شمس الدین التمش سے پناہ اور فوجی امداد کی درخواست کی تو منگولوں کے خوف سے اس کی کوئی مدد نہ کی گئی۔ چنانچہ ۱۲۲۱ء/۶۱۹ھ میں چنگیز خان اس کا تعاقب کرتا ہوا آیا اور دریائے سندھ کے کنارے اسے شکست دی۔ چنگیز خان کی موت کے بعد بھی برصغیر پر منگولوں کے حملے اس دور کے حکمرانوں کے لیے ایک مسئلہ بنے رہے۔ انہوں نے لاہور کو بھی ۱۲۴۱ء/۶۳۸ھ میں اپنی غارت گری کا نشانہ بنایا۔ چنانچہ منگولوں کے ہاتھوں عالم اسلام کے سیاسی وقار کی بربادی برصغیر میں اہلِ ہنود کی امیدوں کے چراغ روشن رکھنے کے لیے کافی تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ ان حالات میں مسلمان آخر کب تک برصغیر میں اپنے وجود کو قائم رکھ سکتے تھے۔ اگر برصغیر میں حکمران طبقہ آپس میں دست و گریبان ہو کر بدامنی کا شکار نہ ہوتا اور عالمِ اسلام پر منگولوں کی افتاد نہ پڑتی تو بھی ایک اقلیت کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ زیادہ عرصہ تک اکثریت کو محکوم بنا کر رکھ سکتی اور ایسے میں جب کہ اسلام کا ذہن سامراجی نہیں ہے۔ برصغیر میں اسلامی حکومت کی بقاء اور بھی غیر ممکن ہو جاتی ہے۔ اسلام ایک روحانی اور اخلاقی قوت کا نام ہے جو دلوں اور روحوں میں انقلاب برپا کرتی ہیں۔ یہ دین اسلام کے مزاج کے منافی ہے کہ وہ کسی غیر قوم کو محض جسمانی طور پر محکوم بنائے رکھے۔ چنانچہ اب برصغیر میں مسلمانوں کا وجود برقراری کی ایک ہی صورت تھی کہ یہاں اسلام کا روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کیا جائے مگر یہ کوئی سہل کام نہ تھا۔ ہندو جن کا دھرم مسلمان کے نام سے جلتا تھا۔ دین اسلام کے اصولوں کو کس طرح تسلیم کر سکتا تھا۔ یہ وقت کا ایک بہت بڑا چیلنج تھا جسے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کیا۔ انہوں نے اجودھن (جسے بعد میں مغل شہنشاہ اکبر نے از راہ عقیدت پاکپتن کا نام دیا) کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا... (بقیہ صفحہ نمبر: ۴۲)

https://www.ashrafia.net

فقہی سوالات کے جوابات

عرفانِ شریعت

ماہِ محرم الحرام کے مسائل

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: محرم الحرام کی اہمیت وفضیلت واضح فرمائیں؟

جواب: ماہِ محرم الحرام اسلامی مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ ہے۔اسے کئی وجوہ سے فضیلت و برکت بھی حاصل ہے مثلاً اسی ماہ کی ۱۰ر تاریخ کو یوم عاشور منایا جاتا ہے جو اسلامی و گزشتہ اُمتوں کی تاریخ میں اہمیت کا حامل دن ہے۔

سوال: محرم الحرام میں کالے کپڑے بنانا اور اس کی خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟ شریعت کے مطابق وضاحت فرمائیں۔

جواب: خاص طور پر محرم کے مہینے میں کالے رنگ کا لباس پہننا روافض کا شعار بن چکا ہے، اس لیے جن ایام میں یہ لوگ سیاہ لباس پہنتے ہیں اس دوران اس طبقے کے ساتھ مشابہت سے بچنے کے لیے سیاہ لباس سے اجتناب لازم ہے۔البتہ کالے کپڑے بیچنا جائز ہے، اس لیے کہ کالے کپڑے کے کئی استعمال ہو سکتے ہیں لیکن اگر کسی کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ وہ رافضی رسم پورا کرنے کے لیے کالا کپڑا خرید رہا ہے تو اس کو نہیں بیچنا چاہیے، البتہ اگر کسی نے بیچ دیا ہو تو اس کی قیمت حرام نہ ہوگی۔

(الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین)

سوال: محرم الحرام کے ابتدائی دس دنوں میں نہانا کیسا ہے؟

جواب: محرم الحرام کے ابتدائی دس دنوں میں نہانا بالکل جائز ہے بلکہ جو دس محرم الحرام والے دن میں غسل کرے گا تمام سال ان شاء اللہ عزوجل بیماریوں سے امن میں رہے گا کیونکہ اس دن آبِ زم زم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے۔

(روح البیان، ج:۴، ص:۱۴۲، کوئٹہ)

سوال: محرم الحرام میں سرمہ لگانا کیسا ہے؟

جواب: محرم الحرام میں سرمہ لگانا بالکل جائز ہے بلکہ حضور آقا دو عالم ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص یومِ عاشورہ (۱۰ر محرم الحرام) اِثمد سرمہ آنکھوں میں لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی‘‘۔(شعب الایمان، ج:۳، حدیث نمبر:۳۷۹۷)

اور درمختار میں ہے: ’’دسویں محرم الحرام کو جو سرمہ (کسی بھی قسم کا ہو) لگائے تو ان شاء اللہ عزوجل سال بھر تک اس کی آنکھیں نہ دکھیں‘‘۔(در مختار، کتاب الصوم، ج:۳، ص:۴۵۷)

سوال: کیا محرم الحرام میں اچھے اچھے کھانے کھانا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! محرم الحرام میں اچھے کھانے پکانے اور کھانے

https://www.ashrafia.net

میں کوئی حرج وگناہ نہیں بلکہ عاشورہ والے دن کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو عاشورہ کے دن اپنے بال بچوں کے کھانے پینے میں خوب زیادہ فراخی اور کشادگی کرے گا یعنی زیادہ کھانا تیار کرا کر خوب پیٹ بھر کر کھلائے گا اللہ عزوجل سال بھر تک اس کے رزق میں وسعت اور خیر وبرکت عطا فرمائے گا''۔

(ماثبت من السنہ شہر المحرم ۔ص:۱۷)

سوال: محرم الحرام میں ذکرِ شہادت کرنا کیسا ہے؟

جواب: محرم الحرام میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہیدانِ کربلا کا ذکرِ شہادت نظم (شعر) اور نثر (غیر شعر) میں کرنا اور سننا جائز اور خیر وبرکت ورحمت کے نزول کا باعث ہے لیکن شرط یہ ہے کہ صحیح روایات اور سچے واقعات بیان کیے جائیں۔ درست روایات اور وقعہ کربلا کے لیے یہ دو کتابیں مفید رہیں گی

۱) آئینہ قیامت

ازقلم: استاذِ زمن، شہنشاہِ سخن حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ

۲) سوانحِ کربلا

ازقلم: صدرالافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اشرفی علیہ الرحمہ

نوٹ:

مجلسِ ذکرِ شہادت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی ذکر کیا جائے تاکہ اہلسنت اور روافض کی مجالس میں فرق وامتیاز باقی رہے۔

سوال: ذکرِ شہادت کے وقت رونا کیسا ہے؟

جواب: اگر ذکرِ شہادت کے وقت اہلِ بیت سے محبت کی وجہ سے دل غمگین ہوجائے اور آنکھوں سے آنسو آجائیں تو یہ محبت کی پہچان اور جائز ہے، مگر رونے رُلانے اور سوگ کے لیے ذکرِ شہادت کرنا، نوحہ کرنا، چیخنا چلانا، گریبان چاک کرنا، بال نوچنا، منہ یا سینے پر ہاتھ مارنا روافض کا طریقہ ہے جو ناجائز و گناہ ہے۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: ''جو منہ پر طمانچہ مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (یعنی نوحہ کرے) تو وہ ہم میں سے نہیں (یعنی ہمارے طریقے پر نہیں)''۔

اعلیحضرت شاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں: ''ہر سال سوگ کی تجدید تو اصلاً (بالکل) کسی کے لیے حلال نہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۲۴)

سوال: محرم الحرام میں نئے سال کی مبارک باد دینا کیسا ہے؟

جواب: محرم الحرام سے چونکہ نئے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے جو مسلمانوں میں رائج ہے کہ وہ اس سال کی مبارک باد دیتے ہیں اور یہ بالکل جائز ہے کیونکہ پہلی بات تو یہ کہ شریعت نے اس سے منع نہیں کیا اور جس سے شریعت منع نہ کرے وہ کام بالکل جائز ہوتا ہے۔

جیسا کہ حدیثِ مبارکہ ہے:

اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَاسَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ

https://www.ashrafia.net

''یعنی حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے خاموشی اختیار رفرمائی (یعنی منع نہ فرمایا) وہ معاف ہے (یعنی اس کے کرنے پر کوئی گناہ نہیں)''۔

(جامع ترمذی ابواب اللباس باب ماجاء فی لبس الفراء ،سنن ابن ماجه ، المستدرك للحاكم)

دوسری بات نیا اسلامی سال اور محرم الحرام کا مہینہ ہمارے لیے مبارک اور اچھا ہے مبارک اور اچھی بات کی مبارک باد دینا اس کی اصل صحیح حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہے چنانچہ:

''معراج کی رات جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر آسمانوں سے ہوا تو انبیاے کرام علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر مبارک باد پیش کی''۔(کما فی کتب الاحادیث مشھور)

سوال: محرم الحرام میں پانی یا شربت کی سبیل لگانا کیسا ہے؟

جواب: پانی یا شربت کی سبیل لگانا جب کہ نیت اچھی ہو اور مقصود خالص اللہ عزوجل کی رضا اور شہیدانِ کربلا کی ارواحِ طیبہ کو ثواب پہنچانا ہو تو بلاشبہ بہتر و مستحب اور کارِ ثواب ہے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا تو تیرے گناہ اس طرح جھڑیں گے جیسے سخت آندھی میں درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں''۔(تاریخ بغداد ،ج:٦، ص:٤٠٣، بیروت)

سوال: محرم الحرام میں درج ذیل کام کرنا کیسا ہے؟

(۱) مہندی لگانا
(۲) لپس اِسٹک لگانا
(۳) نئے کپڑے پہننا
(۴) خوشی کا اظہار کرنا
(۵) تیل لگانا
(۶) خوشبو لگانا
(۷) نیا مکان بنانا
(۸) جھاڑو دینا
(۹) شوہر کا اپنی بیوی سے صحبت کرنا
(۱۰) بال کٹوانا
(۱۱) بغلوں کے اور ناف کے نیچے کے بال مونڈنا اور صاف کرنا۔

جواب: مذکورہ ۱۱/ امور سب جائز ہیں، ان کے کرنے میں کوئی حرج و گناہ نہیں کیونکہ ان تمام امور سے شریعت نے منع نہیں کیا اور جس سے شریعت منع نہ کرے وہ جائز ہے بلکہ اگر کوئی سوگ منانے کی وجہ سے ان کاموں کو چھوڑے گا تو گنہگار ہوگا۔

نوٹ:

البتہ واقعہ کربلا کی خوشی منانا، ناصبیوں اور خارجیوں کا طریقہ ہے جو کسی مسلمان سے متصور نہیں ہوسکتا۔

سوال: کیا محرم الحرام میں نیاز کرنا جائز ہے؟

جواب: نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہیدانِ کربلا کی ارواحِ طیبہ کو ثواب پہنچانے کے لیے صدقہ وخیرات کرنا، غریبوں اور رشتہ داروں کو کھچڑا یا کوئی اور کھانا کھلانا جس کو عرف میں احتراماً نذر و نیاز کہتے ہیں جائز اور ثواب کا کام ہے اور اس کی اصل ایصالِ ثواب ہے اور ایصالِ ثواب قرآن وسنت سے ثابت شدہ ہے۔

ہاں! یہ خیال رہے کہ نیاز کی کوئی بھی چیز اس طرح پھینکنا جس

https://www.ashrafia.net

سے وہ چیز پیروں کے نیچے آئے بے ادبی ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

سوال: ماہِ محرم الحرام میں بچوں کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بنا کر ان سے بھیک منگوائی جاتی ہے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: ایسا کرنا شرعاً درست نہیں اور اس کی درج ذیل چند وجوہ ہیں۔

۱) بچوں کو میلے کچیلے لباس پہنانا

۲) مفلوک الحال ظاہر کرنا

۳) بھیک منگوا کر ان کی خودداری وعزتِ نفس کو ختم کرنا

۴) بغیر ضرورت کے سوال کرنا

ان تمام باتوں کی وجہ سے شرعاً اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ: یہ مراد مانگنا کہ اگر بچہ زندہ رہا تو ہم دس برس تک اسے امام حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بنائیں گے، ایسا کرنا کیسا؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”فقیر بن کر بلا ضرورت و مجبوری بھیک مانگنا حرام کما نطقت به احادیث مستفیضة (جیسا کہ بہت سی مشہور و معروف حدیثیں اس معنی پر ناطق ہیں) اور ایسوں کو دینا بھی حرام، لانه اعانة علی المعصیة کما فی الدر المختار (کیونکہ یہ گناہ کے کام پر دوسرے کی مدد کرنا ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے) اور وہ منت ماننی کہ دس برس تک ایسا کریں گے، سب مہمل وممنوع ہے۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم لانذر فی معصیة رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”گناہ کے کام میں کوئی منت نہیں ہے“۔

(فتاوی رضویہ، ج:۲۳، ص:۲۹۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اسی بارے میں بہار شریعت میں ہے:

”محرم میں بچوں کو فقیر بنانے کی منت سخت جہالت ہے، ایسی منت ماننی نہ چاہیے اور مانی ہو تو پوری نہ کرے“۔

(بہار شریعت، ج:۲، ص:۳۱۸، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بقیہ: ”درسِ قرآن“

ان کے اس عصیان و تعدی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد و حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی زبان سے ان پر لعنت اتار دی۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میری اُمت کے بعض لوگ جب قبروں سے نکلیں گے تو ان کی صورتیں بندروں اور خنزیروں کی ہوں گی اس جرم میں کہ وہ بے دین سیاہکاروں کے ساتھ بیٹھ کر اپنی زبان بند رکھتے تھے اور منع کرنے کی طاقت کے باوجود بالکل خاموش رہتے تھے۔ (روح المعانی)

آگے کافروں سے محبت رکھنے والوں پر وعید شدید ہے۔

https://www.ashrafia.net

قسط: ۴

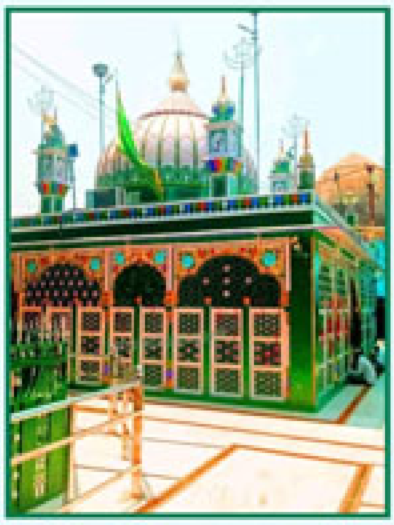

حضرت خواجہ مخدوم سیدنا

علاؤالدین علی احمد صابر کلیری نور اللہ مرقدہٗ

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

گزشتہ سے پیوستہ:

ہم اس کو کلیر کی زمین میں سوخت کر دیں گے یعنی (جلا دیں گے) پھر آپ نے وہ چاک شدہ خط پیر و مرشد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ بابا صاحب نے وہ خط دیکھا اور پھر آپ حجرے میں تشریف لے گئے۔

اب آگے ملاحظہ فرمائیے:

اور ایک روایت کے مطابق ۱۳ روز بعد حجرے سے باہر تشریف لائے۔ یہ دوسرا خط رئیس شہر قیام الدین عرف زموان کے نام تھا اور اس میں یہی حکم تھا کہ تم میرے صابر کی ولایت کو تسلیم کرو اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لو لیکن اس مرتبہ بھی یہی ہوا کہ رئیس شہر نے قاضی تبرک کے مشورے سے اس خط کو بھی چاک کر دیا اور اس پر انکار لکھ کر صابر پاک کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ آپ نے یہ چاک شدہ خط بھی پیر و مرشد کی خدمت میں پاک پٹن شریف روانہ کیا الغرض یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن جب یہ دوسرا چاک شدہ خط بابا صاحب کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فوراً صابر پاک کے نام ایک خط تحریر فرمایا اور اس میں صرف ایک جملہ لکھا ”میرے پیارے مخدوم صابر یہ شہر تیری وہ بکری ہے جسے چاہے ذبح کرے یا چاہے تو اس کا دودھ پی“ اس کے سوا کچھ بھی تحریر نہ فرمایا۔ علیم اللہ ابدال نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو عرض کی حضور مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ کلیر یقیناً تباہ ہو جائے گا لہٰذا اگر اجازت ہو تو میں یہ خط پہنچا کر واپس آپ کی خدمت میں آ جاؤ۔ حضرت بابا صاحب نے علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ: ”تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں جب کلیر تباہ ہوگا تو میرا مخدوم صابر تیری تشفی کر دے گا“۔ علیم اللہ ابدال جب وہ خط لے کر واپس کلیر شریف صابر پاک کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا: ”علیم اللہ تم میری پشت کی جانب رہنا اور میرے نام کا ذکر کرتے رہنا تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا اور اپنے سینے کو میری پشت سے لگا کر رکھنا“۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت بابا فرید شکر گنج نے علیم اللہ ابدال کو یہ حکم دیا کہ قاضی تبرک اور زموان رئیس شہران کے نسب نامے لے کر آؤ۔ جب علیم اللہ ابدال وہ نسب نامے لے کر پاک پٹن حضرت بابا فرید کی خدمت میں پہنچے اور آپ

https://www.ashrafia.net

نے ملاحظہ فرمائے تو وہ اولادِ یزید پلید سے ملتے تھے۔ ہمارے خیال میں نسب نامے منگوانے کا مقصد یہی تھا کہ یہ دیکھا جائے کہ یہ کن کی اُولاد ہیں۔ کیونکہ مسلسل ان کی سرکشی، غرور تکبر، نخوت اور اس کے ساتھ گستاخی یعنی خط کو چاک کر دینا یہ سب باتیں بتا رہی تھیں کہ ان کا سلسلۂ نسب کسی معتبر انسان سے نہیں ملتا اسی لیے حضرت بابا صاحب نے ان کے نسب نامے منگوا کر ملاحظہ فرمائے۔

کلیر شریف میں دوسری کرامت:

کلیر شریف کے لوگوں کا غرور و تکبر جب حد سے بڑھ گیا اور سمجھانے کے باوجود انہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا تب حضرت صابر پاک کو جلال آ گیا اور جلالِ صابری نے پورے کلیر کو جلا کر رکھ دیا۔

صاحبِ مراۃ الاسرار اس واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں:

''ایک دفعہ آپ اصحاب سمیت نماز جمعہ پڑھنے کے لیے کافی پہلے جامع مسجد تشریف لے گئے اور ممبر کے پاس جا کر بیٹھ گئے لیکن بد قسمتی سے وہ وہاں کے علماء و مشائخ کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ جب وہ لوگ مسجد میں آئے تو سختی سے کہنے لگے کہ یہاں سے اٹھو اور کسی دوسری جگہ پر جا کر بیٹھو۔ آپ کے اصحاب نے نہایت اخلاق سے کہا کہ جگہ خالی تھی ہم آ کر بیٹھ گئے، ہمیں معذور رکھو۔ لیکن انہوں نے ایک نہ مانی اور کہتے رہے کہ یہ ہمارے آباؤ اجداد کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ ہم تمہیں ہرگز یہاں نہیں بیٹھنے دیں گے۔ جب بات بڑھ گئی تو حضرت شیخ صابر نے مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا کہ اس ملک کا صاحبِ ولایت اس مقام پر بیٹھنے کا تم سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ سن کر اس ناعاقبت اندیش جماعت نے غلو سے کام لیتے ہوئے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ صاحب ولایت ہیں اس کے لیے دلیل کی ضرورت ہے اس سے حضرت شیخ کی غیرت میں جو مظہر جلال تھی جوش آیا اور ایک حالت خاص میں آپ مسجد سے باہر آ کر فرمانے لگے کہ دلیل یہ ہے کہ تم اسی وقت ختم ہو جاؤ گے آپ نے یہ کلمات منہ مبارک سے نکالے ہی تھے کہ ایک دم مسجد گر پڑی اور کئی ہزار آدمی اس کے نیچے دب کر مر گئے جن میں سے کم و بیش چار سو علماء و مشائخ تھے''۔

ایک روایت کے مطابق جب جماعت کھڑی ہوئی اور نمازی رکوع کے بعد سجدے میں پہنچے تو آپ نے جلال کے عالم میں فرمایا کہ اے مسجد سب اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں تو کیوں نہیں سجدہ کرتی۔ اسی وقت مسجد گر گئی اور جتنے بھی لوگ مسجد میں تھے سب مر گئے۔ انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام کے مصنف لکھتے ہیں ''بادشاہ امرأ سمیت ملبے کے ڈھیر تلے دب گئے، خبر جب شہر میں پہنچی تو سرائے کی مالکن گل زادی بیگم کو یاد آیا کہ حضور مخدوم پاک نے فرمایا تھا کہ: ''اپنے بیٹے کو مسجد میں نہ بھیجنا''۔ وہ بھاگی ہوئی آئی اور اپنے بیٹے کے لیے رونے لگی منت سماجت پر آپ نے اشارہ کر کے فرمایا: ''یہاں سے اینٹیں ہٹا کر ڈھونڈ و اس نے ایسا ہی کیا اس کا لڑکا صحیح سلامت مل گیا''۔

(جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

حضرت قدوۃ الکبریٰ قدس سرہ العزیز کے اخلاق وعادات

ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی صاحب

تارک السلطنت، محبوبِ یزدانی حضرت میر اُحد الدین مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز نے اپنی زندگی تحصیل علم، عبادت وریاضت، تزکیہ نفس اور رُشد وہدایت کے لیے وقف کر دی تھی۔ آپ کے ملفوظات کا ضخیم اور گراں بہا ذخیرہ ''لطائف اشرفی'' آپ کی عملی زندگی کا بھی آئینہ دار ہے اس لیے کہ آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا عملی نمونہ بھی اپنی زندگی سے پیش کر دیا۔

حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ: ''عبد کی صفت عبدیت ہے بندہ کے لیے بغیر بندگی کے چارہ نہیں ہے''۔ چنانچہ حضرت کا کوئی لمحہ عبادت اور ذکر وفکر سے خالی نہیں ہوتا تھا آپ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور صرف بیچ کا تہائی حصہ سونے میں گزارتے تھے اور باقی دو تہائی حصے عبادت میں گزارتے تھے۔ عبادت کے لیے آپ نے ایک خاص عبادت خانہ بنوایا تھا، جس کا نام ''وحدت آباد'' تھا۔ اپنے ایک مرید کو ایک خط میں عبادت کی تلقین کرتے ہوئے چند ہدایات کی ہیں جن پر آپ خود عمل پیرا تھے۔ وہ یہ ہیں:

''جو اپنا نصیب جگانا چاہے تو اسے چاہیے کہ آنکھوں میں نیند حرام کرنے وصول الی اللہ کا خواب دیکھنے کے لیے اسے چند چیزوں کا التزام کرنا چاہیے۔ دن میں کچھ جسمانی محنت کا کام کر کے بدن کو ہلکا کر لینا چاہیے تاکہ رات کو قیام کرنے میں آسانی ہو، دوسرے یہ کہ شب میں قیام کرنے کے لیے دن میں معدہ کو غذا سے خالی رکھے، تیسرے یہ کہ دن کو قیلولہ کر کے رات کے قیام کے لیے اپنے کو آمادہ کرنا چاہیے، چوتھے یہ کہ نفس کو روزانہ کے گناہوں سے محفوظ رکھنا چاہیے، جس نے دنیا میں ان چاروں چیزوں کو اختیار کر لیا وہ تمام کامیابیوں سے آراستہ ہو گیا''۔

حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ: ''عبادت کے احترام میں نیند اور غذا سے بے پروا ہو کر بیداری سے مجھے یہ دولت وصال حاصل ہوئی ہے''۔ اس خیال سے کہ کوئی بھی سالک کسی حال میں ذکر سے خالی نہ رہے آپ یہ اہتمام فرماتے تھے کہ کھانے کے وقت پہلے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے جائیں تاکہ کھانے کے وقت بھی کوئی یادالٰہی سے غافل

https://www.ashrafia.net

نہ رہے۔

ترجمہ: جو تقرب الی اللہ کا طالب ہے وہ رات و دن اسی طلب میں رہتا ہے وہ ایک دم کے لیے بھی خدا کی یاد سے غافل نہیں رہتا خواہ وہ خواب میں ہو یا بیداری میں اس کے خیال میں اس طرح مستغرق رہتا ہے کہ اس کا کھانا پینا اور چلنا بھی اپنے ارادہ سے نہیں ہوتا۔ اس کا دیکھنا اور سننا سب اسی کے حکم کے تابع ہوتا ہے۔

حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ: ''جس طرح ایک بے ارادہ شے کی حرکت کے لیے ایک محرک ضروری ہے اسی طرح میری حرکت بغیر ارادہ الٰہی کے نہیں ظاہر ہوتی''۔ مولانا حسین خادم کو یہ حکم تھا کہ یہ اشعار وہ ہر کھانے کے وقت بلند آواز سے پڑھا کریں۔ نماز کسی حالت میں بھی قضا نہیں ہوئی کچھوچھہ میں تعمیر مسجد سے پہلے نماز جمعہ کے لیے آپ سنجولی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ سنجولی موجودہ اکبر پور کے پاس ایک قریہ ہے۔ کچھوچھہ اور سنجولی کے درمیان فاصلہ ۱۵ میل سے کچھ زائد ہوگا۔

نماز کی ادائیگی کے بعد حلقۂ ذکر ہوتا اور اس کے بعد آپ تمام اصحاب سے مصافحہ فرماتے تھے۔ اصحاب کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے آپ نے ایک دوسرے کا جاسوس بنا دیا تھا اگر آپ کو یہ معلوم ہو جاتا کہ کسی نے ادائے نوافل میں ذرا بھی سستی برتی ہے یا کسی کارِ حسنہ میں تساہلی ظاہر کی ہے تو نہایت سختی سے زجر و تنبیہ کرتے۔ آپ کے پاس امراء اور بادشاہوں سے نذرانے پہنچتے تھے لیکن آپ نے کبھی بھی ایک دن سے زیادہ نہ رکھا اور جو کچھ آتا اسی روز خرچ کر دیتے، سفر میں تین دن سے زیادہ کا خرچ نہیں ہوتا تھا۔ طبیعت میں انکساری اور خاکساری حد درجہ تھی۔ اگر چہ آپ علمی مرتبہ اور باطنی کمال میں اپنے معاصرین میں کسی سے کم درجہ نہ رکھتے تھے لیکن جب بھی کسی صوفی کا نام لیتے تو اس طرح کہ گویا آپ میں اور ان میں تلمیذ و استاد کا رشتہ ہے، آپ کے روحانی مقام کا حال یہ ہے کہ صوفیہ میں صرف تین شخصیتیں ایسی ہیں جو محبوب کے نام سے معروف ہوئیں ایک محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ دوسرے محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ اور تیسرے محبوب یزدانی حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ (اگر چہ اور بھی اولیاء کرام محبوبیت کے درجے پر فائز ہیں) استغناء کا یہ عالم تھا کہ امراء نے آپ کے نام جاگیریں لکھنا چاہیں لیکن آپ نے یہ کہہ کر قبول نہ فرمایا کہ: ''فقیر کو جاگیر سے کیا سروکار''۔ آپ کے پاس جب کوئی مرید ہونے کے لیے آتا تو آپ منہ پھیر لیتے اور جب کہتا کہ: میں توبہ کرنے آیا ہوں تو خوشی سے اس کی طرف ملتفت ہوتے اور فرماتے: ''برادر آؤ میں بھی توبہ کروں اور تم بھی توبہ کرو''۔ توبہ کے بعد ریاضت اور مجاہدے کی تعلیم دیتے اور آخر میں اس کے لیے کوئی مقام تفویض فرماتے جہاں وہ جا کر رشد و ہدایت میں مشغول ہو جاتا وعظ و تقریر سے احتراز فرماتے تھے۔ ''لطائف اشرفی'' میں آپ کی چند تقریروں کا ذکر ہے حالانکہ

https://www.ashrafia.net

تقریر وخطابت پر بھی آپ کو پورا ملکہ تھا۔ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی شریعت وطریقت کے متعلق کوئی سوال کرتا تو اس کا جواب دیتے اگر کہیں آپ کی کرامت اور ولایت کا چرچا ہوتا تو وہاں سے فوراً دوسری جگہ کے لیے روانہ ہوجاتے۔

شیخ کی تعظیم وفرمانبرداری ہی سے مرید کو دولت مقصود ملتی ہے۔ آپ کے شیخ آپ سے کام نہیں لیتے تھے لیکن آپ پوشیدہ طور پر شیخ کے کام کیا کرتے تھے کچھوچھہ میں قیام کے زمانہ میں آپ بنگال کی طرف پاؤں کرکے نہیں سوتے تھے۔

نظام یمنی لکھتے ہیں کہ: ”میں نے ملک ہند اور دوسرے ممالک کے اکابر اور بزرگان دین کو دیکھا لیکن جتنا ادب حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ اپنے شیخ کا کرتے تھے وہ کسی میں نہیں دیکھا“ علم سے آپ کو خاص شغف تھا علم سے مراد علم فقہ ہے اور علم فقہ کے لیے علم قرآن وحدیث ضروری ہے آپ کے ملفوظ میں ہے کہ ”بے علم عابد کہولو کے بیل کی طرح ہے“۔ آپ کے ملفوظ میں یہ بھی ہے کہ: ”اگر کسی کو معلوم ہوجائے کہ اس کی زندگی میں صرف ایک ہفتہ رہ گیا ہے تو وہ علم فقہ میں مشغول ہوجائے کیونکہ ایک مسئلہ کا جاننا ایک ہزار رکعت نفل نماز سے بہتر ہے“۔

ترکِ سلطنت کے باوجود آپ کی پوری زندگی عملی سرگرمیوں سے بھرپور تھی آپ کے ملنے والوں میں عوام وخواص علماء وصوفیاء، امراء، بادشاہ، مسلم، غیر مسلم بھی تھے اور کبھی آپ سے بقدر ظرف فیضیاب ہوتے تھے۔ بادشاہوں کی اصلاح کرنا آپ کی عملی سرگرمیوں کا خاص جز تھا۔ آپ نے کبھی کوئی مشکوک غذا نہیں کھائی۔ لوگوں نے آپ کو متعدد بار طرح طرح سے آزمایا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشکوک غذا سے محفوظ رکھا۔ جب کوئی مشکوک غذا آپ کے سامنے آتی تھی تو آپ کے بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پھڑک اٹھتی تھی۔ یہی کیفیت حضرت حارث محاسبی علیہ الرحمہ کی تھی ایسے موقعوں پر ان کی ایک انگلی کی رگ پھڑک اٹھتی تھی۔ انکساری آپ کا طبعی خاصہ تھا لیکن کبھی کبھی آپ عالم حیرت میں ہوتے تھے، اس وقت بیساختہ آپ کی زبان پر ایسے اشعار جاری ہوجاتے جس سے آپ پر افشائے حال ہوجاتا۔ عالم تحیر میں آپ کی نظر جس مومن پر پڑجاتی وہ صاحب ولایت ہوجاتا۔ یہ خصوصیت حضرت نجم الدین کبری قدس سرہ کی بھی بتائی جاتی ہے چنانچہ نظام یمنی لکھتے ہیں کہ: ”مسند عالی خان کہتے تھے کہ ایک بار اسی حالت میں حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ کی نظر مجھ پر پڑگئی مجھے جو کچھ بھی حاصل ہوا وہ اسی نظر کا صدقہ ہے“۔

......۱۴۴۷ھ کا آغاز......

تمام عالم اسلام کو ادارہ ”الاشرف“ کی جانب سے

”نیا اسلامی سال“

مبارک ہو....

ہماری دعا ہے کہ پوری اُمتِ مسلمہ کے لیے

یہ سال امن وسکون، سلامتی اور خوشحالی

کا سال ثابت ہو...

https://www.ashrafia.net

خلفاء اشرف المشائخ قدس سرہ

محب الفقراء جناب ڈاکٹر ریاض احمد اطہر اشرفی علیہ الرحمہ

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

آپ حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے جانثار مرید اور خلیفہ تھے۔

ولادت:

یکم اپریل **1945**ء مطابق **17**/ربیع الثانی **1364**ھ بروز اتوار بھارتی پنجاب ضلع امرتسر کے گاؤں راست گوہ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:

پاکستان ماڈل ہائی اسکول سے میٹرک کیا۔ یہ اسکول انجمن حمایتِ اسلام کے زیرِ اہتمام تھا۔

میڈیکل کی تعلیم:

آپ نے میڈیکل کی تعلیم ڈاؤ میڈیکل کالج، کراچی سے حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لیے امریکہ اور برطانیہ میں کچھ عرصہ گزارا۔

لیبیاء میں قیام:

پھر لیبیاء میں پریکٹس شروع کی۔ آپ نے لیبیاء میں قیام کے دوران عرب اسرائیل جنگ میں بحیثیتِ ڈاکٹر حصہ لیا۔ پھر سرکاری معالج کی حیثیت سے کرنل قذافی کی فیملی کے فزیشن مقرر رہوئے۔

پاکستان واپسی:

1985ء میں پاکستان واپس تشریف لائے اور یہاں پہلے پنجاب میڈیکل کالج پھر ستارہ گروپ کے زیرِ اہتمام عزیز فاطمہ ہسپتال میں بحیثیتِ چائلڈ اسپیشلسٹ وابستہ ہوگئے اور اپنی خدمات انجام دیں۔

دین سے شغف:

آپ چونکہ دیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے علماء اور مشائخ اہلسنت سے عقیدت آپ کے خون میں شامل تھی۔

محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہ کی خدمت میں حاضری:

ابھی آپ نے نوجوانی میں قدم ہی رکھا تھا تو آپ کے والد صاحب آپ کو محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں لے گئے۔ ایک عرصہ تک آپ کا یہ معمول رہا کہ آپ مغرب کی نماز حضرت کے ساتھ ادا کرتے اور دست بوسی کی سعادت حاصل کرتے۔ حضرت کے

https://www.ashrafia.net

خاندان سے یہ تعلق تادمِ وصال قائم رہا۔فیصل آباد کے تمام علماء ومشائخ سے آپ کا ذاتی تعلق رہا۔ان علماء ومشائخ میں قطبِ مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی قدس سرہ، محدثِ پاکستان اور ان کے تمام صاحبزادگان حضرت مفتی امین علیہ الرحمہ اور ان کے تمام صاحبزادگان حضرت سید سعید الحسن شاہ صاحب، حضرت مولانا سید نذر محی الدین صاحب ، سید غلام دستگیر علیہ الرحمہ حضرت عطاء المصطفیٰ نوری علیہ الرحمہ اور صوفی برکت صاحب علیہ الرحمہ جیسی ہستیوں سے عقیدت ومحبت کا تعلق رہا۔

بیعت وخلافت:

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ ہر سال حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس مبارک میں شرکت فرما کر راولپنڈی، اسلام آباد، پشاور، سیالکوٹ، گجرانوالہ اور فیصل آباد تشریف لے جاتے۔فیصل آباد میں قیام کے دوران حضرت کے ایک مرید ڈاکٹر ارشاد اشرفی صاحب نے ڈاکٹر ریاض صاحب سے ایک روز کہا کہ:''ہمارے پیر صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں، ان کے گھٹنوں میں تکلیف ہے آپ دیکھ لیں''۔ ڈاکٹر ریاض صاحب ڈاکٹر اکرم صاحب کے ہمراہ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کی خدمت میں حاضری ہوئے اور پھر یہ عیادت عقیدت میں تبدیل ہوگئی۔ جب بھی حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ فیصل آباد تشریف لاتے ،ڈاکٹر صاحب بڑی عقیدت ومحبت سے حاضری دیتے۔ایک روز شاہد قمر اشرفی مرحوم کی قیام گاہ پر محفل کے اختتام پر حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے فرمایا:''ڈاکٹر صاحب اب دیر کس بات کی ، آئیں! ہم آپ کو اپنی ارادت میں شامل کر لیتے ہیں'' ڈاکٹر صاحب کی خوشی کا ٹھکانا نا تھا۔جس خواہش کے اظہار کی ہمت نہیں کر پا رہے تھے ، پیر ومرشد نے اپنے کشف سے جان لیا اس دن سے ڈاکٹر ریاض احمد اطہر''اشرفی'' ہوگئے۔

خلافتِ اشرفیہ:

پھر درگاہ عالیہ اشرفیہ میں سالانہ عرس کے موقع پر حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے ڈاکٹر صاحب کو''**خلافتِ اشرفیہ**'' سے نوازا اور''**محب الفقراء**'' کا لقب عطا فرمایا۔نقوشِ اشرفیہ اور اوراد ووظائف کی اجازت عطا فرمائی اور نوچندی جمعرات کو ختمِ خواجگان گھر میں کرانے کا حکم فرمایا۔ڈاکٹر صاحب نے یہ سلسلہ آخری دم تک جاری رکھا۔ اپنے پیر ومرشد کی آمد پر اپنی رہائش گاہ کے باہر ایک بڑا جلسہ منعقد کرتے۔جس میں پیر ومرشد کی صدارت ہوتی اور شہزادگان اشرفیہ کا خطاب ہوتا اس موقع پر دیگر علمائے اہلسنت کو بھی مدعو فرماتے اور لنگر کا اہتمام کرتے۔

''جامع مسجد اشرف المشائخ'' کی تعمیر:

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے ڈاکٹر صاحب سے فیصل آباد میں مرکزِ اشرفیہ کے قیام کا ذکر کیا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے کوشش شروع کر دی ۔تمام مریدین اور پیر ومرشد کے تعاون سے ایک قطعہ اراضی حاصل کیا۔حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ تمام مریدین کے ساتھ اس مقام پر تشریف لے گئے

https://www.ashrafia.net

اور 19 جون 1997ء مطابق 23 صفر المظفر 1418ھ بروز منگل اپنے دستِ مبارک سے ''دربارِ اشرفیہ'' کا سنگِ بنیاد رکھا اور حکم دیا کہ: ''یہاں ایک مسجد، مدرسہ اور خانقاہ کا نقشہ تیار کیا جائے'' اور مسجد کی تعمیر کے لیے ایک خطیر رقم اپنی جانب سے دے کر تمام مریدین کو ترغیب دی اور تمام امور کی انجام دہی کی ذمہ داری ڈاکٹر صاحب کو سونپی۔ کچھ عرصے بعد حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ وصال فرما گئے۔ اس بڑے پروجیکٹ کے لیے ڈاکٹر صاحب مزید رقم کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب کو پیر و مرشد کی زیارت نصیب ہوئے اور مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور فرمایا: ''**بیٹے! ہم تمہارے ساتھ ہیں تعمیر شروع کرواؤ**'' پھر پیر و مرشد کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ اس مسجد کا سنگِ بنیاد حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے 26 مئی 2006ء مطابق 29 ربیع الثانی 1427ھ بروز اتوار اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ اس مسجد کے انتظام و انصرام میں آپ آخری دم تک حصہ لیتے رہے۔ آج آپ کے صاحبزادگان طیب ریاض اشرفی اور طاہر ریاض اشرفی اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مسجد اور مرکزِ اشرفیہ کی خدمت میں مصروف ہیں۔

اولادِ امجاد:

آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے طیب اشرفی اور طاہر اشرفی عطا کیے اور ایک بیٹی بھی عطا فرمائی۔ ایک بیٹی اور ایک بیٹا ڈاکٹر ہیں جب کہ بڑے صاحبزادے حصولِ روزگار کے سلسلے میں دبئی میں مقیم ہیں۔

وفات:

آپ 3 محرم الحرام 1440ھ بمطابق 3 ستمبر 2019ء میں انتقال کر گئے۔ پیر و مرشد کے فرزندِ چہارم صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

نذرانۂ عقیدت بارگاہ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین

شہنشاہِ سخن حضرت مولانا حسنؔ رضا خان علیہ الرحمہ

باغِ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دُشمنانِ اہل بیت
کس زباں سے ہو بیاں عز و شانِ اہل بیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوانِ اہل بیت
ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت
اپنا سودا بیچ کر بازار سونا کرگئے
کونسی بستی بسائی تاجرانِ اہل بیت
اہل بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْكُم دشمنانِ اہل بیت
بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دو اے حسنؔ
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہل بیت

https://www.ashrafia.net

تبصرہ

''غزوۂ ہند''

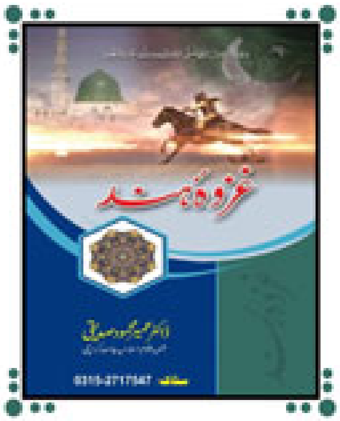

صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)

کتاب: غزوۂ ہند

مصنف: ڈاکٹر عمیر محمد صدیقی

شعبہ: علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی

سنِ اشاعت: 2019ء

ناشر: سیرت انسائیکلوپیڈیا پروجیکٹ (ڈی ایچ اے، کراچی، پاکستان)

جامع تبصرہ:

ڈاکٹر عمیر محمد صدیقی کی علمی کاوش ''غزوۂ ہند'' ایک نہایت اہم نایاب اور بصیرت افروز تحقیقی کتاب ہے۔ جو برصغیر پاک و ہند کی دینی، روحانی اور جہادی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف ایک تاریخی جائزہ ہے بلکہ اس میں عقیدے تاریخ، حدیث اور اسلامی تمدن کے اہم نکات کو یکجا کیا گیا ہے۔ مصنف نے اسلامی روایات و احادیث کی روشنی میں ''غزوۂ ہند'' کے مفہوم کو نہایت متوازن اور تحقیقی انداز میں واضح کیا ہے۔ کتاب کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ مصنف نے محض روایت نگاری پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ تاریخی تسلسل کے ساتھ گزشتہ چودہ صدیوں میں پاک و ہند کے خطے میں ہونے والی اہم جنگوں، تحریکوں اور انقلابات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ ان جنگوں کا ذکر صرف تاریخ کے باب کے طور پر نہیں بلکہ ان کے نظریاتی پس منظر، اسلامی شعور اور انفرادی و اجتماعی جذبہ جہاد کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ جو قاری کے اندر ایک فکری بیداری پیدا کرتا ہے۔ ڈاکٹر عمیر نے نہایت بصیرت اور دیانت کے ساتھ سرزمینِ ہند کی اس اہمیت کو اُجاگر کیا ہے جو نبی کریم ﷺ کی احادیث میں مذکور ہے۔ کتاب میں یہ پہلو بھی نمایاں ہے کہ کیسے مختلف ادوار میں مسلم حکمرانوں صوفیائے کرام اور مجاہدین نے اس خطے میں دینِ اسلام کی اشاعت و حفاظت کے لیے جان و مال کی قربانیاں دیں۔ کتاب کا اسلوب نہایت علمی مگر سادہ اور مؤثر ہے۔ زبان میں شائستگی، حوالوں میں وسعت اور ترتیب میں توازن پایا جاتا ہے۔ مصنف نے عقلی استدلال اور دینی وجدان کو نہایت خوبصورتی سے یکجا کیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ کتاب نہ صرف علماء اور محققین کے لیے بلکہ عام قاری کے لیے بھی مفید اور دلچسپ بن گئی ہے۔

https://www.ashrafia.net

موضوعاتی پہلو:

کتاب میں درج ذیل اہم نکات پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے:
''غزوۂ ہند'' کے بارے میں احادیثِ نبویہ کا تحقیقی مطالعہ
برصغیر میں اسلام کے آغاز سے لے کر دورِ حاضر تک کے جہادی و عسکری مراحل مسلم مجاہدین اور قائدین کی تاریخی خدمات سیاسی، مذہبی اور فکری عوامل جو غزوۂ ہند کی پیشگوئیوں سے متعلق ہیں۔

جدید دور میں اس تصور کی معنویت اور اس کا فکری تجزیہ

نتیجہ:

غزوۂ ہند صرف ایک کتاب نہیں بلکہ ایک فکری اور دینی دعوت ہے، جو اُمتِ مسلمہ کو اپنے ماضی سے جوڑنے، حال کا تجزیہ کرنے اور مستقبل کے لیے لائحہ عمل تیار کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ یہ تصنیف نہ صرف دینی علوم کے طالب علموں بلکہ اُن تمام افراد کے لیے بھی رہنمائی کا ذریعہ ہے جو تاریخِ اسلام برصغیر کی اہمیت اور احادیثِ نبویہ میں مذکور غزوۂ ہند کے موضوع پر علمی وفکری بصیرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کتاب ہر اس شخص کی لائبریری کی زینت ہونی چاہیے جو اسلامیات، تاریخ اور جدید فکری مباحث سے دلچسپی رکھتا ہے۔

بقیہ ''حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ''

اور ایک خانقاہ قائم کی۔ اس خانقاہ میں مختلف مذاہب اور فرقوں سے متعلق مختلف بولیاں بولنے والے لوگ آتے، سچ اور جھوٹ کا فرق سمجھتے کھرے کھوٹے میں تمیز سیکھتے اور حق و باطل انہیں پھر اصلی صورتوں میں الگ الگ نظر آنے لگتا۔ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ نے جو چراغ روشن کیے۔ انہوں نے تاریک راہوں کو بقعہ نور بنا دیا۔ پھر چراغ سے چراغ اور جوت سے جوت جلی اور منزل بہ منزل روشنیاں اندھیروں کو سمیٹتی چلی گئیں۔ برصغیر کے باسی جوق در جوق حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے اجودھن کی اس خانقاہ نے دور رس نتائج مرتب کیے اور ہمہ گیر اثرات پیدا کیے۔

جو کام اجودھن میں باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ نے کر دکھایا وہ بے شمار وسائل اور ذرائع ابلاغ کے باوجود آج بڑے بڑے تعلیمی اور تبلیغی ادارے بھی انجام نہیں دے سکتے۔ دراصل اداروں کی کامیابی اور ناکامی کا انحصار ان کے منتظمین کے ذاتی کردار پر ہوتا ہے۔ نظریات کتنے ہی عظیم کیوں نہ ہوں ہمیشہ شخصیات کے محتاج رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کی کامیابی ان کی ہمہ گیر شخصیت اور عظیم کردار کی آئینہ دار ہے۔

https://www.ashrafia.net

ONION

ایک پیاز یومیہ

بشکریہ: اخبارِ طب (ہمدرد)

جب غلاموں سے اہرام مصر کی تعمیر کا کام لیا جارہا تھا تو ان کی قوت کار کو بحال رکھنے کے لیے ان کو ایک پیاز روزانہ دی جاتی تھی بہت سے لوگ مزے کی خاطر پیاز کھاتے ہیں بہت کم لوگوں کو اس کے دوائی اثرات کا علم ہے۔

پیاز قدیم ترین ترکاریوں میں سے ہے پیاز کے بعض اثرات ابھی تک زبان زد ہیں کہا جاتا ہے کہ پیاز کو جیب میں رکھنے اور گلے میں لٹکانے سے وبائی امراض کا حملہ نہیں ہوتا اور پیاز رکھنے سے لو نہیں لگتی بہت سے لوگ ان باتوں کو بڑی بوڑھیوں کے قصے کہانی سمجھتے ہوں گے، خاندان کو بوڑھی عورتیں خفیف بریاں پیاز کو زکام میں مفید بتاتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ پیاز پیٹ کے کیڑوں کو نکالتی ہے اور وبائی امراض سے بھی محفوظ رکھتی ہے قدرتی علاج کے مشہور ماہر پلائنی کا قول ہے کہ پیاز بیس سے زیادہ امراض میں مفید ہے لیکن جدید سائنسدان ایسے اقوال پر مسکرا دیتے ہیں سائنسدان اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ اس میں حیاتین (ب) مرکب زیادہ مقدار پائی جاتی ہے لیکن دوسری جنگ عظیم نے پیاز کے طبی فوائد کی بنیاد کو اس وقت مستحکم کر دیا ہے جس وقت جرمنوں نے روس پر حملہ کیا تو دواؤں کی بڑی قلت ہوگئی۔ اس موقع پر روسی سائنسدانوں نے دریافت کیا کہ پیاز قوی قاتل جراثیم ہے لیکن اس کا اثر تقریباً دس منٹ رہتا ہے اس کے اثر کو برقرار رکھنے کے لیے وہ اس کو پیس کر زخم کے پاس رکھتے تھے تاکہ اس کے بخارات سے جراثیم کا کام لیا جائے۔

پیاز صرف قاتل جراثیم ہی نہیں بلکہ طفیلی حوانیات اور ننھے کیڑوں کو بھی ہلاک کر دیتی ہے اس کے بخارات میں ایک ایسا مادہ ہے۔

جنگ کے خاتمے کے بعد امریکی سائنسدان روس کی اس دریافت سے بہت متاثر ہوئے ایک تجارتی دوا ساز کمپنی نے اس کے عرق کو کشید کر کے تجربات شروع کر دیئے دریافت ہوا کہ اس کا عرق فارمل ڈی ہائڈ سے ملتا جلتا ہے۔

اس دریافت کے بعد ایک دوسری امریکی کمپنی نے اس بات پر تجربات شروع کر دیئے اس کیمیکل فرم نے پیاز کی اساس پر ایک دوا تیار کی جس کا نام اس نے ایلیسن رکھا اس دوا پر اس کمپنی کی دریافت نے بڑی بوڑھیوں کی افسانوی داستانوں کو حقیقت ثابت کر دیا کہ پیاز دافع سمیت اور قاتل جراثیم ہے کیوں کہ ایلیسن جراثیم پر پینی سیلن کی طرح کام کرتی ہے بلکہ ان جراثیم پر بھی موثر

https://www.ashrafia.net

ہے جن پر پینی سیلن کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

انگریزی کی ایک کہاوت ہے کہ ایک سیب روزانہ کھانا ڈاکٹر کو پاس نہیں آنے نہیں دیتا اب اس میں اضافہ کر کے یوں کہنا چاہیے کہ ایک سیب اور پیاز کھانے سے ڈاکٹر دور بھاگ جاتا ہے۔ایک پادری جورگبی کا بہترین کھلاڑی تھا ایک تندرست ترین انسان تھا وہ کہتا تھا کہ اس کی تندرستی صرف اس لیے مدت سے قائم ہے کہ وہ کچی پیاز کھانے کا شوقین ہے۔ یہ وجہ صحیح ہو یا نہ ہو بہرحال اس کے حریف اس کی تندرستی کی یہی وجہ قرار دیتے تھے اگر آپ پیاز اپنے کھانے میں شامل رکھنا چاہتے ہیں تو یاد رکھیے کہ اس کو کچا کھانا چاہیے پکی ہوئی پیاز بے اثر ہوتی ہے۔

☆ نزلہ زکام کے لیے پیاز لیجئے اور تھوڑی دیر کے بعد جتنی بار ممکن ہو اسے سونگھتے رہیے۔

☆ عام کمزوری اور نقاہت کے لیے ایک بڑا چمچہ پیاز کا رس نکال لیجئے اور اس میں چائے کے چمچہ بھر خالص شہد ملا لیجئے اسے روزانہ پابندی سے تین ہفتوں تک استعمال کرنا چاہیے۔اس کے علاوہ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ چار اونس پیاز کے قتلوں کو اگر خالص مکھن میں تل کر لیا جائے اور اسے پابندی سے استعمال کریں تو یہ مردوں کے لیے اکسیر ہے۔

☆ پھوڑا، پھنسی اور زخم کے لیے پیاز کی ایک بڑی سی گانٹھ لے لیجئے اور اسے ابال کر پھر اس کو خوب باریک کتر کے اس کی پلٹس بنا لیجئے اور اس پلٹس کو پھوڑے یا زخم پر لگا دیجئے پھوڑا خواہ کتنا ہی خراب کیوں نہ ہو اس پلٹس سے اچھا ہو جائے گا پلٹس کو اتنا گرم ہونا چاہیے کہ قابل برداشت ہو۔

☆ جن لوگوں کو دل کی بیماری ہو انہیں چاہیے کہ وہ کچی پیاز کا استعمال اکثر کرتے رہیں اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ ٹماٹر گاجر کرم کلا، گوبھی، کھیرا اور پیاز کا سلاد یا کچومر بنا کر اسے استعمال کریں

☆ اگر والدین یہ دیکھیں کہ کسی بچے کی نشوونما صحیح طور پر نہیں ہو رہی تو پیاز کو گنے کی راب میں ملا کر اس بچے کی غذا کا ایک جزو بنا دیں یعنی صبح کے ناشتے میں بھی دیں اور دوپہر و رات کے کھانے میں بھی دیں

☆ جب ہم اطبائے قدیم کی تحریرات کا مطالعہ کرتے ہیں تو سینکڑوں سال قبل وہ پیاز کے بارے میں یہی سب کچھ کہہ چکے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اطبائے مشرق نے دواؤں (جڑی بوٹیوں) اور غذاؤں کے بارے میں جو نظریات قائم کیے تھے اور ان کے افعال و خواص پر جو رائے قائم کی تھی ترقی کے اس دور میں آج کے ماہرین مسلسل ان کی تائید کر رہے ہیں تاریخ طب اطبائے مشرق کے ان گراں بہا احسانات کو فراموش نہیں کرسکتی۔

☆ طب جدید نے جب سے پیاز کی تعریف شروع کی ہے ہمارے ہاں بھی اس پر طبی توجہ ہونے لگی ہے بدقسمتی سے ہم فکری طور پر آزاد نہیں ہیں ہم ہنوز مغرب کی آواز پر کان دھرتے ہیں اور ذرا یہ غور نہیں کرتے کہ آج مغرب ہمیں جو کچھ بتا رہا ہے درحقیقت وہ ہمارا بھولا ہوا سبق ہے ذرا اپنے ملک کے دیہات میں جائیے ہمارا دہقان باکمال صدیوں سے روٹی اور پیاز پر گزر کرتا ہے مگر آپ نے دیکھا کہ وہ کس جرأت و جفاکشی کے ساتھ زمین کا سینہ چیر کر اناج پیدا کرتا ہے اس دہقان کی یہ جرأت وصحت پیاز کی رہین منت ہے۔

https://www.ashrafia.net

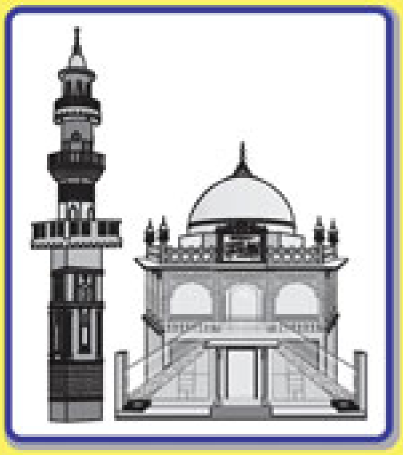

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

محفل نعت و بیان:

۲۳ رمئی بروز جمعہ جامع مسجد صابوانی کھارادر میں محفل نعت و بیان منعقد کی گئی۔ جس میں کثیر تعداد میں علمائے کرام اور ثناءخواں حضرات نے شرکت کی اور خصوصی بیان فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ دیئے گئے موضوع کے مطابق آپ نے حج بیت اللہ کی فضیلت ادائیگی کا طریقہ اور حاضریٔ مدینہ پر مفصل و مدلل گفتگو فرمائی۔ وہاں کے آداب کے حوالے سے بھی لوگوں کو آگاہ کیا۔ محفل کے اختتام پر تمام علمائے کرام اور حاضرین محفل کے لیے خصوصی دعا فرمائی اور ان سے مصافحہ بھی فرمایا۔

دورۂ پنجاب:

۲۵ رمئی بروز اتوار بعد نمازِ فجر فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی ۲ روزہ دورۂ پنجاب کے لیے بذریعہ کار صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی، جناب سید طاہر علی اشرفی اور ان کے صاحبزادے سید حاشر اشرفی کے ہمراہ روانہ ہوئے تقریباً ۱۶ گھنٹے کا سفر طے کر کے آپ لاہور پہنچے۔ جناب نثار احمد پراچہ و دیگر مریدین و معتقدین نے آپ کا استقبال کیا۔

۲۶ رمئی بروز پیر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی سے علمائے کرام اور دیگر حضرات ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ پورے دن آپ نے لوگوں سے ملاقات فرمائی اور ان کے مسائل کا حل تجویز فرمایا۔

۲۷ رمئی بروز منگل بعد نمازِ فجر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری دی اور نئی تعمیرات کا جائزہ لیا۔ الحمد للہ! تعمیراتی کام بڑی تیزی سے جاری ہے ان شاء اللہ وقتِ مقررہ پر مکمل ہو جائے گا۔ اس موقع پر جامع اجمیریہ کے طلباء اور خطیب جامع مسجد داتا دربار لاہور مفتی محمد رمضان سیالوی اشرفی صاحب مدظلہ العالی نے حضرات فخر المشائخ مدظلہ العالی کا استقبال فرمایا۔ آپ تقریباً دو سے ڈھائی گھنٹے داتا دربار میں تشریف فرما رہے۔ مختلف موضوعات پر گفتگو رہی اور علمائے کرام سے ملاقات بھی فرمائی۔

بعد نماز عصر آپ لاہور سے ملتان روانہ ہوئے۔ ملتان میں آپ نے ایک رات درسگاہِ اشرفیہ میں قیام فرمایا۔ اس موقع

https://www.ashrafia.net

پر صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف جیلانی مدظلہ العالی ان کے صاحبزادگان اور دیگر مریدین و معتقدین نے حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کا استقبال کیا۔

۲۸ رمئی بروز بدھ بعد نمازِ فجر آپ ملتان سے کراچی کے لیے روانہ ہوئے تقریباً ۱۲ ر گھنٹے کا سفر طے کر کے آپ کراچی پہنچے

نوچندی جمعرات:

الحمدللہ! ہر اسلامی ماہ کی پہلی جمعرات کو درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں نوچندی جمعرات کو محفل ذکر و اذکار کا اہتمام ہوتا ہے۔ جس میں کثیر تعداد میں مریدین و معتقدین اور متوسلین حاضر ہوتے ہیں درود شریف کا ختم ہوتا ہے اس کے بعد تقریباً سوا لاکھ مرتبہ آیتِ کریمہ پڑھا جاتا پھر تہجد کے وقت حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی تشریف لاتے ہیں اور ذکر حلقہ کرواتے ہیں۔ جس میں اللہ ھو کی تکرار، لا الہ اللہ، حق ھو و دیگر ذکر کرائے جاتے ہیں اس کے بعد حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی حاضرین کے لیے خصوصی دعا فرماتے ہیں بعد ازاں لنگرِ اشرفیہ کا اہتمام ہوتا ہے یوں تمام زائرین نمازِ فجر ادا کر کے درگاہ شریف سے رخصت ہوتے ہیں۔ الحمدللہ! یہ سلسلہ حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے زمانے مبارک سے جاری ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔

ماہانہ درسِ قرآن:

یکم جون بروز اتوار بعد نمازِ عشاء حلقہ اشرفیہ پی۔ آئی۔ بی کالونی کی جانب سے جامع مسجد کھتری میں درسِ قرآن کا اہتمام ہوا۔ جس سے مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں قربانی کی اہمیت اور قربِ خداوندی کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد صلوٰۃ و سلام پیش کیا گیا اور مخدوم زادہ سید محبوب اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

محفلِ نعت:

۴ر جون بروز بدھ بعد نمازِ عشاء تقریباً رات ۱۰ بجے جناب محمد اکرم اشرفی کے گھر محفلِ نعت کا اہتمام ہوا۔ جس میں جناب محمود الحسن اشرفی، خاور نقشبندی، صاحبزادہ سید علی مرتضی اشرف جیلانی و دیگر نے ہدیہ نعت و منقبت پیش کیا۔ اس موقع پر حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی، صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی، شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز حنفی، مولانا مفتی سجان قادری و دیگر حضرات نے اس محفل میں شرکت فرمائی۔ آخر میں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے علمائے کرام اور حاضرین کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

اجتماعاتِ عیدالاضحیٰ:

الحمدللہ! اس سال بھی خانوادۂ اشرفیہ کے افراد نے مختلف مقامات پر نمازِ عیدالاضحیٰ کے اجتماعات سے خطاب کیا اور نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد غوثیہ، گلبہار میں حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۷ بجے

https://www.ashrafia.net

نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد نورانی، خالد آباد میں صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۸ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد قادری، خاموش کالونی میں صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا اور ۷ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

عیدگاہ گراؤنڈ (عیدگاہ کمیٹی کے تحت) وحید آباد میں مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۶:۳۰ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد قطبِ ربانی، درگاہ عالیہ اشرفیہ میں صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا اور ۷:۳۰ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد محمدی، خالد آباد فردوس کالونی میں صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا اور ۶:۱۰ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

اسلامک سینٹر (شکاگو) میں صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۷:۱۵ بجے نمازِ عیدالاضحیٰ کی امامت فرمائی۔

اجتماعی قربانی:

الحمدللہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی **"سمنانی ویلفیئر ٹرسٹ"** کے زیر اہتمام حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کی زیر نگرانی اجتماعی قربانی اور وقف قربانی کا سلسلہ احسن طریقہ سے انجام پذیر ہوا الحمدللہ! بڑی تعداد میں اندرون اور بیرونِ ملک سے لوگوں نے اس میں تعاون کیا۔ سمنانی ویلفیئر کے زیر اہتمام غریب ونادار اور سفید پوش حضرات جن میں خصوصاً سادات کرام بھی شامل تھے ان تک خاموشی کے ساتھ قربانی کا گوشت پہنچایا گیا

قربانی کی کھالیں:

"سمنانی ویلفیئر ٹرسٹ" کی جانب سے جامعہ طاہر اشرف اور دیگر فلاحی کاموں کے لیے قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ حلقہ اشرفیہ کے کارکنان اور دیگر حضرات نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

ہم ادارہ الاشرف کی جانب سے تمام معاونین، مریدین و معتقدین کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی ان تمام حضرات کو خوب ترقی عطا فرمائے جنھوں نے اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کی تمام جائز دلی مقاصد کو پورا فرمائے

سالانہ عرسِ مبارک:

۱۱ر جون بروز بدھ بعد نماز عشاء حضرت عبد السلام قادری جہانگیری علیہ الرحمہ کا سالانہ عرس مبارک جامع مسجد امیر حمزہ میں منعقد کیا گیا۔ یہ محفل ہر سال جناب ڈاکٹر اطہر طیب ابوالعلائی اور جناب اظہر طیب ابوالعلائی کی جانب سے منعقد کی جاتی ہے۔ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی اس محفل میں خصوصی طور پر تشریف لے جاتے ہیں اور خطاب فرماتے ہیں۔ اس سال بھی آپ تشریف لے گئے

https://www.ashrafia.net

اور خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب کے بعد امیر جماعتِ اہلسنت کراچی جناب سید شاہ عبد الحق قادری مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا۔ جناب محمود الحسن اشرفی و دیگر ثناء خواں حضرات نے ہدیۂ نعت پیش کیا اور آخر میں حضرت علامہ عبد العزیز حنفی اشرفی مدظلہ العالی نے دعا فرمائی محفل کے اختتام پر لنگر کا اہتمام ہوا

ماہانہ درسِ قرآن:

۱۳/ جون بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء نورانی مسجد، نیو کراچی 11-G ماہانہ محفل درسِ قرآن کا اہتمام ہوا۔ جس سے حضور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خصوصی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں سیرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو بیان فرمایا۔ خطاب کے بعد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے ہدیۂ نعت پیش کی بعد ازاں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے حاضرین محفل کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

محفلِ قصیدہ بردہ شریف:

۱۴/ جون بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء معلم جامعہ طاہر اشرف جناب قاری رضا المصطفیٰ اشرفی کی قیامگاہ پر محفل منعقد کی گئی جس میں قصیدہ بردہ شریف کا ختم ہوا بعد ازاں محمود الحسن اشرفی اور صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے ہدیہ نعت و مناقب پیش کیا۔ آخر میں فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ کے گوشوں کو بیان فرمایا۔ محفل کے اختتام پر صلوٰۃ و سلام پیش کیا گیا اور لنگر کا اہتمام ہوا۔

ماہانہ درسِ قرآن:

۲۰/ جون بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد خضراء 11-F میں ماہانہ درسِ قرآن کی محفل کا اہتمام ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے ''سورۃ الزلزال'' پر مفصل اور مدلل گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا اور حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے اس محفل مبارکہ کے انعقاد پر مسجد کمیٹی کے تمام افراد اور حلقہ اشرفیہ کے کارکنان کو مبارکباد پیش کی اور ان کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

بارگاہِ سمنانی قدس سرہ میں

ڈاکٹر راحت اندوری صاحب کا نذرانۂ عقیدت

جب سے خاکِ درِ اشرفی ہوگیا
لوگ کہنے لگے میں ولی ہوگیا
میری پہنچان اب آپ ہی آپ ہیں
آپ نے جو کہا میں وہی ہوگیا
آپ سے میں قریب آپ اُن سے قریب
تو یہ طے ہے کہ میں جنتی ہوگیا
معجزہ یہ بھی نورِ ولایت کا ہے
میں اندھیرے میں تھا روشنی ہوگیا
رنگ لائی ہیں کیا آپ کی نسبتیں
میں جہاں کے دُکھوں سے بَری ہوگیا
صرف جامِ ہدایت کو چوما ہی تھا
میں شرابی تھا ایک متقی ہوگیا